کلامِ اصغر

محمد اصغر میر پور

انتساب

ہر حمد و ثناء اپنے اللہ کے لیے اور بے شمار درُود و سلام حضور نبی پاک ﷺ پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر یہ اللہ کا خاص کرم ہے جو میں اتنا کچھ لکھ چکا ہوں اب جب کبھی میں اس بارے میں سوچتا ہوں تو بڑا حیران ہوتا ہوں کہ میں نے اتنے تھوڑے عرصے میں اتنی کتابیں لکھ دی ہیں کہ میں جتنا اللہ کا شکر کروں وہ بہت کم ہے۔

میرا کچھ لکھنے کا ارادہ نہ تھا مگر میں ممنون ہوں پروفیسر ارشد محمود صاحب کا جنہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی اور جب بھی ان سے مشورہ کیا کہ میں ایک کتاب آپ کے نام کرنا چاہتا ہوں مگر وہ انکساری سے کام لے کر مجھے ہمیشہ ٹال دیا کرتے اس بار میں نے سوچا کہ یہ کتاب ان کے نام ہی کروں گا۔

حمدِ باری تعالیٰ

اللہ کے سوا کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتا نہیں ہوں
کسی اور کے آگے میں کبھی گڑ گڑاتا نہیں ہوں
اپنے مالک کی رضا پہ خوش رہتا ہوں
آقا کے سوا کسی اور کے آگے سر جھکاتا نہیں ہوں
اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے مجھ سے دُعا کرو مومنو
اللہ کی بات کسی غیر اللہ کے مقابل ٹھکراتا نہیں ہوں
اسی ہستی سے مانگتا ہوں جو شہ رگ سے قریب ہے
کسی اور کے آگے آنسو بہاتا نہیں ہوں
جو سارے جگ کی بگڑی بنانے والا ہے
اس کے در کو چھوڑ کر کہیں جاتا نہیں ہوں

ہمارے پیارے نبی ﷺ

ظلمت میں کیا اُجالا آپ ﷺ لائے
توحید کا کیا بول بالا آپ لائے
جھوٹے خداؤں کی پجاری تھی دنیا
دلوں سے بتوں کو نکالا آپ ﷺ نے
جو لوگ صراط مستقیم سے بھٹکے تھے
انہیں سیدھی راہ پہ ڈالا آپ ﷺ نے
یتیموں مسکینوں کا کوئی سہارہ نہ تھا
ایسے غریبوں کو سنبھالا آپ ﷺ نے
ہر طرف جہالت کا اندھیرا تھا
اسلام میں سب کو ڈھالا آپ ﷺ نے

جب تم میری تربت پہ آنا دوستو!
میری مغفرت کی دُعا فرمانا دوستو!
یہ دنیاوی پھول تو مرجھا جاتے ہیں
تم اپنی دُعاؤں کے پھول چڑھانا دوستو!
خوشی خوشی لوٹ جانا شہر خاموشاں سے
اُداس ہو کے میری روح کو نہ رُلانا دوستو!
اپنے رب کی بندگی کرتے رہنا سدا
آخرت میں کام آئے گا یہ خزانہ دوستو!
دنیا میں سب دولت کے رشتے ہیں اصغؔر
اب آیا ہے یہ نیا زمانہ دوستو!

اسے پیار کب میری ذات سے تھا
اسے تو مطلب اپنی بات سے تھا
آج وہ بھی گمنام ہے زمانے میں
جو مشہور میری چاہت سے تھا
وہ بھی مفاد پرست تھا اوروں کی طرح
یہ تو ظاہر اس کی ہر بات سے تھا
سنا ہے اس نے کسی سے وفا نہیں کی
وہ کھیلتا ہر کسی کے جذبات سے تھا
بہت چھوٹی تھیں سوچیں اس کی اصغؔر
جس کا تعلق اونچی ذات سے تھا

اے دوست ہم نے پیار کر کے دیکھا ہے
زندگی بھر کسی کا انتظار کر کے دیکھا ہے
تیری محبت چھپائے بھی نہ چھپ سکی
ہم نے خاموشی اختیار کر کے دیکھا ہے
وہ رشتے ٹوٹ ہی جاتے تو اچھا تھا
نادانی میں جنھیں استوار کر کے دیکھا ہے
زیست کا سفر تو بڑا کٹھن تھا لیکن
ہم نے یہ سمندر پار کر کے دیکھا ہے
تیرے غم کا پلڑا پھر بھی بھاری نکلا
زمانے بھر کی خوشیاں شمار کر کے دیکھا

وہ میرے معصوم دل کی ندا تھی
خدا سے مانگی ہوئی کوئی دُعا تھی
اپنی جان سے بڑھ کر چاہا اسے
یہ میرے پیار کی انتہا تھی
کیا کہوں اس کی شیرینیِ گفتار کا
کانوں میں رس گھولتی اس کی صدا تھی
سلام بھیجتی تھی مجھے ہواؤں میں
یوں لگتا تھا جیسے وہ بادِ صبا تھی
میں ہی اس کا ساتھ نہ دے سکا
ورنہ وہ اک مورت وفا تھی
نہ جانے کیسے اسے بھلا پاؤں گا
جس کی ہر بات زمانے سے جدا تھی

دل کو درد آنکھوں کو وہ نیر دے گیا
ہم کو وہ اپنے ہجر کی جاگیر دے گیا
ہم نے جب اس سے اس کی قربت مانگی
تو وہ ہمیں اپنی تصویر دے گیا
وہ ہر روز میرے سپنوں میں آکر
مجھے میرے خوابوں کی تعبیر دے گیا
جب اس نے مجھے دکھی دیکھا
مجھے میرے غم کی تفسیر دے گیا
میں نے جب اس سے ملنے کا پوچھا
وہ مجھے اس سے ملنے کی تدبیر دے گیا
اصغؔر اس کے پیار کا قیدی تھا
اسی لیے مجھے نام وہ اسیر دے گیا

میں غریب انسان ہوں

میں بندہ ناچیز ہوں سب کا عزیز ہوں
خدا کا مجھ پہ کرم ہے آنکھوں میں حیا و شرم ہے
جتنے دوست احباب ہیں سبھی لاجواب ہیں
کاروبار نہ کوئی دکان ہے کرائے کا اک مکان ہے
رب کی رضا ہی خوش ہوں کہ سلامت میرا ایمان ہے
محبت بھری کہانی ہے جو آپ سب کو سنانی ہے
یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں جوان تھا
ہمارے گاؤں سے تھوڑی دور شہر میں اس کا مکان تھا
وہ مجھ سے محبت کرتی تھی میں اس بات سے انجان تھا
وہ میرے دل کی دھڑکن تھی میں اس کی جان تھا
وہ شہر کی رانی تھی میں گاؤں کی شان تھا
وہ میرے دل کا گلشن تھی اس کا باغبان تھا
کچھ قسمت مہربان تھی کچھ اس کا احسان تھا
اک دوجے کے ہو جائیں ہمارا یہی ارمان تھا
میں اسے اپنا بنا نہ سکا
وہ محلوں میں رہنے والی میں غریب انسان تھا

❁❁❁

محبت کا رشتہ

ہمارا اور اُن کا ربط تو مواصلاتی ہے
مگر محبت کا رشتہ بڑا جذباتی ہے
ہر پیغام میں وہ مجھے یاد رکھتے ہیں
میرے لیے یہ بات بھی التفاتی ہے
میری زیست تو ہے خزاں کی صورت
تیری یاد اس میں بہار لاتی ہے
اپنے پیاروں سے دور رہنا پڑتا ہے
کئی بار قسمت انسان کو آزماتی ہے
وہ دلوں کو کبھی ملنے نہیں دیتی
یہ دنیا بھی بڑی نامساواتی ہے
بنا دیکھے کسی سے پیار ہو سکتا ہے
ہمیں یہ بات سمجھ نہ آتی ہے
ہر پل مانگتے ہیں دُعائیں تیری قربت کی
سنا ہے کہ دُعا اپنا اثر دکھاتی ہے

میرے انداز کو شعلہ بیانی تم سے ملی

مجھے پیار کی نشانی تم سے ملی
میرے انداز کو شعلہ بیانی تم سے ملی
جسے مر کر بھی نہ بھول پاؤں گا
ایسی محبت بھری زندگانی تم سے ملی
ہم نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا
اچانک مقدر کی کہانی تم سے ملی
میں کیسے بھلا دوں وہ انمول یادیں
وہ جو اک شام سہانی تم سے ملی
اصغؔر کو سدا ملی خوشیاں تم سے
مجھے کبھی نہ پریشانی تم سے ملی

اگر آپ کی دید ہو جاتی

ایک بار اگر آپ کی دید ہو جاتی
پھر خوشیوں بھری ہماری عید ہو جاتی
جھوٹا وعدہ ہی کر کے ٹال دیتے
آپ سے ملنے کی کچھ اُمید ہو جاتی
اب تک آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوتے
جو آپ کی جانب سے نا تردید ہو جاتی
کوئی محبتوں بھرا پیغام ہی بھیج دیتے
اس طرح ہمیں خوشی مزید ہو جاتی
پرانے اشعار ہی بھیجتے ہیں اصغرؔ کو
کیا تھا جو عید پہ شاعری جدید ہو جاتی

محبت میں ایسی خیرات ملی ہے

زخموں کی مجھ سوغات ملی ہے
محبت میں ایسی خیرات ملی ہے
اُجالے تجھ کو مبارک ہوں یارا
ہم کو تو سیاہ رات ملی ہے
خوشی کی تلاش میں نکلے تھے
مگر آنسوؤں کی برسات ملی ہے
ہم تنہا ہی رہ گئے دنیا میں
ہم کو نا کسی کی چاہت ملی ہے
تیری چاہت نے ایسی جلا بخشی
بے جان جسم کو حیات ملی ہے

تیرا خط

کل تیرا خط ملا
تو ایسا محسوس ہوا
کہ اس مفاد پرست
دنیا میں میرا بھی
کوئی محسن ہے
جس کی بدولت میری
زندگی کا ہر پل
روشن ہے
میرا بھی کوئی یار ہے
جسے مجھ سے پیار ہے
میں اس کا سودائی ہوں
اس کی ہر بات کا شیدائی ہوں

وہ میرا محبوب ہے
مجھے صرف وہی مطلوب ہے
میری چاہت کی شان ہے
میری زندگی میری جان ہے
میری محبت کی ابتداء وہی
میری اُلفت کی انتہا وہی
میرے دل کی صدا وہی
میری ندا وہی
غم اس کے قریب نہ آئے
اصغؔر کی دُعا یہی

سنو جاناں

سنو جاناں تمہیں یاد ہو گا
ایک بار تم نے مجھ سے کہا تھا
کہ ہم دونوں مرتے دم تک
ایک دوسرے کے دوست رہیں گے
سارے دُکھ درد اکھٹے سہیں گے
ایک دوسرے کی خوشیوں میں
ہم شریک رہیں گے
نظروں سے دُور سہی
دلوں سے ہم نزدیک رہیں گے
مگر یہ اچانک تجھے کیا ہو گیا ہے
اے دوست تو کہاں کھو گیا ہے
غموں کے سمندر میں بہہ رہا ہوں
اکیلا سارے دُکھ سہہ رہا ہوں
تیرے سوا میرا غم بھلا کون بٹائے گا
بتا کب اپنے دوست اصغؔر سے ملنے آئے گا

اُسے کہنا

اُسے کہنا اُس کی تلاش میں نگر نگر

اُسے دیوانہ وار ڈھونڈھ رہے ہیں

نہ جانے ہم سے ایسی کیا خطا ہوئی ہے

جسے تو نے ابھی تک درگزر نہیں کیا

یارا تیرا انتظار کرتے کرتے

بالوں میں سفیدی آ چکی ہے

اور چہرے پہ جُھریاں چھا گئی ہیں

اس سے قبل کہ موت کا بے رحم ہاتھ

ہماری تلاش میں آ پہنچے

مجھے اپنی صورت دکھا جاؤ

خدا کے لئے اک بار میرے پاس آ جاؤ

اُسے کہنا کہ اک تیری یادوں کے

سوا اور میرے پاس کچھ نہیں

تیری جدائی کے سوا

مجھے اور کوئی دکھ نہیں

تیرا انتظار کیے جا رہے ہیں

تیرے ملنے کی اُمید پہ جیئے جا رہے ہیں

محبت

تم نے مجھ سے
پوچھا ہے جاناں کہ
محبت کیا ہوتی ہے
محبت سکونِ دل
راحتِ جاں ہوتی ہے
یہ الفاظ میں کب
بیاں ہوتی ہے
یہ آنکھوں سے
عیاں ہوتی ہے
اس میں شکوے
گلے نہیں ہوتے
اس میں کبھی
شکایتیں نہیں ہوتیں
محبوب کی ہر ادا
اچھی لگتی ہے
اس کی جھوٹی بھی
سچی لگتی ہے
دلوں کو جیتنا
آسان کام نہیں

کئی بار کسی کی

محبت پانے میں
ساری زندگی لگتی ہے

محبت

صبر و رضا میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے
بے وفاؤں کی کبھی کوئی نشانی نہیں رکھتے
جس حال میں مولا رکھے خوش رہتے ہیں
اپنے ماضی کی یاد کوئی کہانی نہیں رکھتے
زیست میں دکھ سکھ تو آنی جانی شے ہے
غم کے دور میں آنکھوں میں پانی نہیں رکھتے
نشیب و فراز کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں
ایسی باتوں سے دل میں پریشانی نہیں رکھتے
تنہا جینا اپنی عادت سی ہو گئی ہے دوستو
بے درد دنیا میں اپنا دل جانی نہیں رکھتے

نہ جانے کیسے اس نے کھولا تالا دل کا
اب بن بیٹھا ہے وہ رکھوالا دل کا
جو کوئی بھی اس کا پتہ پوچھتا ہے
وہ ہر کسی کو دیتا ہے حوالہ دل کا
یہاں دل جلانے والے تو بہت ملتے ہیں
مشکل سے ملتا ہے چاہنے والا دل کا
سچی محبت کم ملتی ہے زمانے میں
ہر کوئی ملتا ہے لگانے والا دل کا
میں اپنے دل کو سدا خوش رکھتا ہوں
تیرگی کو دور کر دیتا ہے اُجالا دل کا

ہم پہ اپنی رحمت کا مینہ برسا مولا

ہم پہ اپنی رحمت کا مینہ برسا مولا
اُمت مسلمہ کی بگڑی بنا مولا
جو صراطِ مستقیم کی سمت جاتی ہو
ہم سب کو تو ایسی راہ دکھلا مولا
انجانے میں شرک کے مرتکب نہ ہوں
ہمیں توحید کا اصل مفہوم سمجھا مولا
جو مُلّاں اپنے سوا سب کو کافر جانیں
ایسے جاہل علماء سے ہم کو بچا مولا
غیر مذہب بھی ہم سب پہ رشک کریں
ہم سب کو ایسے سچے مسلم بنا مولا

اسلام کیا ہے دنیا کو سمجھایا آپ ﷺ نے

اللہ سے سب کو متعاف کرایا آپ ﷺ نے
اسلام کیا ہے دنیا کو سمجھایا آپ ﷺ نے
جو بت پرستی میں ڈوب چکے تھے
توحید کا راستہ انہیں دکھایا آپ ﷺ نے
بات بات پہ فال نکالا کرتے تھے جو
صراطِ مستقیم کیا ہے بتایا آپ ﷺ نے
جو لوگ اللہ کے شریک رکھتے تھے
اس طرح کی سوچوں کو مٹایا آپ ﷺ نے
عیش و عشرت کے رسیا تھے جو
اللہ سے ان کا ربط بڑھایا آپ ﷺ نے

ہم پہ اپنے اللہ کا بڑا احسان ہے
گھر نہیں تو کیا اپنا سارا جہان ہے
چلنے کے لیے ساری زمیں اپنی
اور ہمارے سر پہ کھلا آسمان ہے
قسمت کے سمندر میں بڑے طوفان ہیں
مگر میری کشتی پہ نہ کوئی بادبان ہے
ہم اور کسی سے کیا گلہ کریں
اپنا یار ہی ہم سے بدگمان ہے
وہ ظالم جو اصغؔر سے روٹھ گیا ہے
لگتا ہے اب وہ بھی پشیمان ہے

غم کے ماروں کو ہنسایا جائے
روٹھنے والوں آج منایا جائے
جن لوگوں کی خوشیاں سو چکی ہیں
مسرتوں کا شربت پلا کر جگایا جائے
آج تنہائی مجھے کاٹنے کو دوڑتی ہے
اب ایسے عالم میں کسے بلایا جائے
ہجر کے موسم میں کیسے مسکراتے ہیں
ہمیں بھی یہ فلسفہ سمجھایا جائے
اصغؔر کی زیست تو غم ہی ہیں جاناں
سوچتا ہوں کسے ہم راز بنایا جائے

مبارک ہوسب کو ماہِ رمضان کی

مبارک ہو سب کو ماہِ رمضان کی
آج آزادی ختم ہو گئی ہے شیطان کی
اللہ کے آگے جھولیاں پھیلائیں گے
سب لوگ مرادیں دل کی پائیں گے
مبارک ماہ میں اپنی عاقبت سنوار لو
یتیموں کی مدد کر کے دُعائیں بے شمار لو
گلیاں سجی ہیں رونق نہ دیکھی کبھی گلزاروں میں
اب تو موسمی نمازی بھی لوٹ آئیں گے
دوکاندار قیمتیں اپنی مرضی سے لگائیں گے

وہ قاتل اور ہم مقتول ہیں
ہم گمنام اور وہ مقبول ہیں
ہمارے تن پہ ہے سفید کفن
ان کے ہاتھ میں سرخ پھول ہیں
آنکھیں بند ہوتے ہی بھول جاتے ہیں
ہم لوگوں کے بھی عجیب اصول ہیں
کوئی نہیں اپنا جو ہمیں یاد کرے گا
اب تو ہم لحد کی دُھول ہیں
کوئی نہیں آیا تربت پہ دُعا کرنے
لگتا ہے لوگ کاموں میں مشغول ہیں

ہم نے چاہا تھا کسی کو دیوانے کی طرح
ان کی یادیں ہیں دل میں خزانے کی طرح
میری زیست میں دکھ درد آنسو آہیں
کسی درد بھرے افسانے کی طرح
وہ نہیں ساتھ تو کیا مگر یادیں تو ساتھ ہیں
زندگی گزر جائے گی وقت سہانے کی طرح
اب جب ان کی گلی سے گزرتا ہوں
میری سمت دیکھتے ہیں وہ انجانے کی طرح
ہماری محبت کی داستاں سدا بہار رہے گی
کسی پرانی فلم کے گانے کی طرح

گرداب میں گھرے لوگوں کو کنارے بھی ملتے ہیں
زندگی میں انسان کو کئی بار سہارے بھی ملتے ہیں
بہت بڑی اللہ کی نعمت ہے انساں کی حیات
اس کے سفر میں کچھ لوگ پیارے بھی ملتے ہیں
زیست کی کتاب کے پنوں میں اکثر کبھی کبھی
غم ہستی میں بیتے دنوں کے کفارے بھی ملتے ہیں
ہر شخص کو اس کی محنت کا پھل نہیں ملتا اصغؔر
انسان کو جیون میں قدم قدم پہ خسارے بھی ملتے ہیں
ہر کسی کو ملتی نہیں زمانے بھر کی خوشیاں اصغؔر
اس دنیا میں لاکھوں درد کے مارے بھی ملتے ہیں

دل تو ہر پل بیمار رہتا ہے
جگر میں بھی بخار رہتا ہے
نہ جانے اپنا کیا انجام ہو گا
ہم سے خفا ہمارا یار رہتا ہے
کس کو اپنے دل کا حال سنائیں
مجھ سے درد میرا غم خوار رہتا ہے
نہ جانے کس کو ہم اپنا جانیں یہاں
ہر کوئی یاری کا کرتا بیوپار رہتا ہے
بے وفاؤں کی باتوں میں آ جاتا ہے
اصغرؔ ایسی خطا کرتا بار بار رہتا ہے

وہ جو میرے میں رہتے ہیں

وہ جو میرے دل میں آ کے رہتے ہیں
میرے کانوں میں پیار بھری باتیں کہتے ہیں
میں نے سوچا تھا کہ ختم ہیں آنسو
رُکنے کا نام نہیں لیتے بار بار بہتے ہیں
تھوڑی محبت بھری داد بھی چاہیے ہمیں
ہم اتنے سارے درد جو سہتے ہیں
مشکلیں زندگی کیا آسان ہوئی جاتی ہیں
جس دن سے وہ میرے دل میں آ کے رہتے ہیں
بات سچی و چھوٹی کہتے ہیں اصغؔر جی
اسی لئے آج کل ذرا سوگوار رہتے ہیں

تیرے دل میں اِس بہانے آئے

ہم تیرے دل میں اس بہانے آئے
کیا بہانہ تھا دل تم سے لگانے آئے
تمہیں معلوم ہو نہ پایا ہماری آمد کا سبب
اپنی خواہش تھی کہ ہوش ٹھکانے آئے
مدت سے تشنگی تھی تم سے بات کرنے کی
بڑے دنوں بعد آج یہ پیاس ہم بجھانے آئے
رات کو سو نہ سکے دن کو بے چین رہے
نیند بھیجو کہ وہ ہمیں آ کے سلانے آئے
جب شاعری کرتے ہو تو پیاری کرتے ہو
یہ بات کون اصغؔر کو سمجھانے آئے

یہ زمیں آسماں چاند تارے تیرے

یہ زمیں آسماں چاند تارے تیرے
شاہ و گدا ہیں محتاج سارے تیرے
تو جسے چاہے اسے عتاب دے
جسے چاہے نعمتیں بے حساب دے
جنہیں چاہے ضیاء دے یا ظلمت دے
جو تجھے بھلا لگے اسے عظمت دے
بڑُے انسانوں کو رسی لمبی دیتا ہے
جب کھینچتا ہے تو بڑی تنگی دیتا ہے
اللہ ہی ساری دنیا میں رحمت تقسیم کرتا ہے
مشرکوں کے اعمال میں نہ ترمیم کرتا ہے

سب جہانوں کا تو پروردگار ہے

سب جہانوں کا تو پروردگار ہے
ہر شئے کا صرف تو پالنہار ہے
میری سب خطائیں درگزر کرنا
تیرا یہ بندہ بڑا ہی گنہگار ہے
یہ زمیں و آسماں یہ چاند تارے
یہ سب فقط تیرا ہی چمتکار ہے
کسے عزت دینی ہے کس کو ذلت
ان باتوں پہ تیرا ہی اختیار ہے
تنہا ہی چلا رہا ہے نظامِ ہستی
نہ کوئی تیرا شریک نہ مددگار ہے

کسی کا سچا پیار

کسی دل میں جگہ بنانے میں زمانے لگتے ہیں
کسی کا سچا پیار پانے میں زمانے لگتے ہیں
بڑا کٹھن کام ہے دل کا محاذ فتح کرنا
وہاں اپنا جھنڈا لہرانے میں زمانے لگتے ہیں
کچھ ایسی بھی روتی صورتیں ہوتی ہیں
جن کو ہنسانے میں زمانے لگتے ہیں
نہ جانے محبت میں کیوں ایسا ہوتا ہے
کسی انسان کو بھلانے میں زمانے لگتے ہیں
کاش میری زیست میں وصل کی گھڑی آئے
اصغؔر ایسے لمحے آنے میں زمانے لگتے ہیں

زندگی میں کبھی نہ تکبر کرنا

زندگی میں کبھی نہ تکبر کرنا دوستو
ہر مصیبت میں تم صبر کرنا دوستو
روزِ محشر یہی عمل ہمارے کام آئے گا
ہر پل اپنے اللہ کا ذکر کرنا دوستو
سبھی نعمتیں عطا ہیں پروردگار کی
تم کسی بات کا نہ فخر کرنا دوستو
جتنا ملے اسی پہ قناعت کرنا تم
کسی کے حق پہ نہ نظر کرنا دوستو
نیک کاموں میں اپنا حصّہ ڈالتے رہنا
کوئی بُرا کام نہ مگر کرنا دوستو

کملی والے کے مرید

کملی والے کے جو مرید ہوتے ہیں
ایسے پیارے انسان قابلِ دید ہوتے ہیں
زمانہ انہیں سدا یاد رکھتا ہے
جو حق کی راہ میں شہید ہوتے ہیں
وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک نہیں سکتے
دنیا میں جو صاحب توحید ہوتے ہیں
گمراہ لوگوں کو بھلی باتیں اچھی نہیں لگتیں
حق کے متلاشی ان سے مستفید ہوتے ہیں
ہم لوگ خرافات میں اتنے کھو چکے ہیں
اب سب کام ہی جدید ہوتے ہیں

چھوٹی سی کہانی

ہمارا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا
جو دھوپ میں چھاؤں تھا
وہاں اک الہڑ مٹیار رہتی تھی
مجھے تم سے محبت ہے ، ہر روز کہتی تھی
اسکول سے جب میں آتا تھا
اسے اپنے راستے میں پاتا تھا
اس طرح دن ماہ میں بدلے ماہ سال ہوئے
اس کے پیار میں اپنے بُرے حال ہوئے
جب ہم پہ شباب آیا وقت پھر خراب آیا
اس کی شادی کی باتیں ہونے لگیں
ہماری چوری ملاقاتیں ہونے لگیں
گاؤں والوں کو ہم سے بیر ہو گیا
اس طرح ہمارا جینا محال ہو گیا
اس کے بھائیوں نے ایک امیر سے اس کی شادی کر دی
ہمارے ارمانوں کی بربادی کر دی
اس کی جدائی کا غم سہہ نہ پایا
میں پردیس چلا آیا
جب بھی اس کی یاد آتی ہے
مجھے خون کے آنسو رُلاتی ہے
میری زیست کو جہنم بناتی ہے

❀❀❀

ایک دن ختم ہو جائے گی زندگانی میری

ایک ختم ہو جائے گی زندگانی میری
یہ اشعار رہ جائیں گے نشانی میری
اپنے نام کی طرح ادنیٰ سا شاعر ہوں
دنیا میں کون یاد رکھے گا کہانی میری
ان کی آنکھوں پہ حسد کا چشمہ تھا
اسی لیے ان لوگوں نے قدر نہ جانی میری
نئے لوگوں سے میں اس لیے گھل مل نہ سکا
ان کی نظروں میں سوچیں تھیں پرانی میری
زیست کے سفر میں کچھ ایسے عظیم انسان ملے
جن اللہ کے بندوں نے اصلی حقیقت پہچانی میری
بُرے وقت میں بھلے دنوں کو یاد کر لیتا ہوں
زیست کی ہر گھڑی گزری ہے سہانی میری
اپنے دشمنوں سے بڑے احترام سے ملتا ہوں
کوئی سمجھ نہ لے اسے نادانی میری
میں ناچیز کس بات کا بھلا مان کروں
یہ مختصر سی زندگی بھی ہے فانی میری

اظہار

ہر روز باغ میں آتی تھی وہ
میری جانب دیکھ کر مسکراتی تھی وہ
میں اُس پہ مرتا تھا
مگر کچھ کہنے سے ڈرتا تھا
وہ مجھے دیکھتی رہتی تھی
آنکھوں کی زبانی بہت کچھ کہتی تھی
سوچتا تھا کیسے عیاں اپنے دل کا راز کروں
کیسے بات کرنے کا آغاز کروں
اِک ٹھنڈی آہ بھر کے
اپنے لہجے کو درست کر کے
اِس طرح میں نے ہمت بڑھائی
قدرت کے مناظر کی بات چلائی
بولی یہ سب تو اک بہانہ ہے
اُس کے پردے میں آپ نے حالِ دل سُنانا ہے
میں نے کہا سچ فرمایا آپ نے
اچھا آئینہ دکھایا آپ نے
کتنے دنوں سے سوچتا تھا کیسے اظہار کروں
خود کو امتحاں کے لئے تیار کروں
آنکھوں میں تیری صورت سمائی ہوئی ہے
دل میں تیری صورت سجائی ہوئی ہے

تیری اُلفت کا دم بھرنے لگا ہوں
تجھے پیار میں کرنے لگا ہوں
اپنے اس دل کو سمجھاؤں کیسے
تجھے اپنا بناؤں کیسے
اپنے پیار کا سہارا دے دو
مجھے اپنا دل پیارا دے دو
اسے کبھی نہ پامال کروں گا
جان سے زیادہ اس کا خیال کروں گا
تیرے سوا اور نہ کچھ چاہیے مجھے
محبت کا مریض ہوں آپ بچایئے مجھے
میری اُلفت کو ٹھکرا نہ دینا
غم کو میرا ساتھی بنا نہ دینا
نہ جانے غموں سے کیسے لڑ پاؤں گا
تیری جدائی سے مر جاؤں گا
اُس کی آنکھوں سے اِک سمندر جاری ہو گیا
مجھ پہ بھی سکتہ سا طاری ہو گیا
اپنی سسکیوں کو تھام کر وہ کہنے لگی
جذبات کے سمندر میں بہنے لگی
تقدیر نے مجھ پہ بہت ستم ڈھائے ہیں
زندگی بھر دکھ ہی دکھ پائے ہیں

ایک سانس سکھ کا نہیں لیا میں نے
اِس جیون کو اک بوجھ کی مانند جیا میں نے
تیرے دل میں محبت کا سمندر ہے
ویسی ہلچل میرے بھی اندر ہے
سچے پیار کے خواب دیکھتے ہیں
بڑے بے حساب دیکھتے ہیں
کسی سے دل کی باتیں کہوں یہ سپنا تھا
مگر دُنیا بھر میں نہ کوئی اپنا تھا
تیری زندگی میں آنا چاہتی ہوں
دنیا کو بھول جانا چاہتی ہوں
پھر ہم دونوں اِک دُوجے کی بانہوں میں کھو گئے
دُنیا و جہاں سے بے خبر ہو گئے

پریم کہانی

اِک چھوٹی سی پریم کہانی ہے جو سن لو تو مہربانی ہے
میرے پڑوس میں ایک حسینہ رہتی تھی جو مجھے چاہتی تھی
ہم ایک کلاس میں پڑھتے تھے بات بات پہ لڑتے تھے
عمر کے ذرا کچے تھے اس وقت ہم دونوں بچے تھے
اظہار کرنے کا سلیقہ نہ تھا پیار جتانے کا طریقہ نہ تھا
ہمت کر کے خط اس کی سہیلی کے ہاتھ بھیجا
ایک گلاب کا پھول بھی ساتھ بھیجا
لکھا اے جان من بچپن سے تجھ پہ مرتا ہوں
جان سے زیادہ تجھے پیار کرتا ہوں آج اس بات کا اظہار کرتا ہوں
تو میرے خوابوں میں ہے خیالوں میں ہے
میرے اندھیروں میں ہے اُجالوں میں ہے
تو زمینوں میں ہے آسمانوں میں ہے دل کے نہاں خانوں میں ہے
اس سے مزید کچھ کہہ نہیں سکتا تیرے بنا زندہ رہ نہیں سکتا
تجھے صرف اتنا کہنا ہے اب تجھے پا کر ہی دم لینا ہے
اسی شام میرے خط کا لے کر وہ جواب آئی
یوں لگا اندھیرے میں چاندنی نکل آئی
بولی تیرے بن اب میں جی نہیں سکتی
اب اور جدائی کا زہر پی نہیں سکتی

میں بھی اپنے پیار کا اظہار کرنا چاہتی تھی
مگر مارے حیا کے کچھ کہہ نہ پاتی تھی
اب تم نے جو یہ قدم اُٹھایا ہے
اس بات نے میرا بھی حوصلہ بڑھایا ہے
جو تم ساتھ دو گے تو دنیا کا ہر دکھ اُٹھاؤں گی
حرف شکایت نہ لب پہ لاؤں گی
وعدہ کرو زندگی بھر مجھے پیار کرتے رہو گے
کہیں پیار میں مجھے دھوکہ تو نہ دو گے
تم اپنے اللہ سے ڈرنا
میری اُمنگوں کا کبھی خون نہ کرنا
نہ جانے یہ حقیقت تھی یا کوئی خواب تھا
اس سوال کا میرے پاس کوئی نہ جواب تھا

کہنا تیرے خیالوں میں اتنا کھو جاتا ہے
کئی بار روتے روتے سو جاتا ہے
زندگی بھر وہ کسی اور سے نہ پیار کر پائے گا
تیرے پیار کی حسیں یادیں ساتھ لے کر
اس دنیا سے کوچ کر جائے گا
سوچ لے کیا پھر تو بھی جی پائے گا

ابھی اس کی دید سے وضو کر رہا ہوں

جس کے ہجر میں ہاؤ ہو کر رہا ہوں
اُسی سے وصل کی آرزو کر رہا ہوں

راتوں کو اُس کی یاد میں رو رو کر
اپنی آنکھوں کو لہو لہو کر رہا ہوں

وہ میرے پہلو میں نہیں تو کیا
تصور میں اُس سے گفتگو کر رہا ہوں

اُس کی محبت بھری نگاہ کا محتاج ہوں
میں کب آرزوئے رنگ و بو کر رہا ہوں

میں نمازِ عشق بھی پڑھوں گا ناصح
ابھی اُس کی دید سے وضو کر رہا ہوں

جانتا ہوں میں اُسے پا نہیں سکتا
جو مقدر میں نہیں اُس کی جستجو کر رہا ہوں

یہ دُوری مٹالیں

اس نے کہا سُنا ہے راتوں کو مجھے یاد کر کے روتے ہو
میں نے کہا سنا ہے میری یاد میں تم بھی کم سوتے ہو
اس نے کہا ان دنوں کس سے راہ و رسم ہے
میں نے کہا کسی سے بھی نہیں تمہاری قسم ہے
اس نے کہا میرے بِن اب تم کیسے جیتے ہو
میں نے کہا جیسے تم جدائی کا زہر پیتے ہو
اس نے کہا اب تیرا وقت کیسے کٹتا ہے
میں نے کہا تیری یاد سے جگر پھٹتا ہے
اس نے کہا اب بھی مجھ سے محبت کرتے ہو
میں نے کہا کیا تم اسی طرح مجھ پہ مرتے ہو
اس نے کہا میری جان اصغرؔ کیوں نہ یہ دُوری مٹالیں
میں نے کہا آؤ ایک بار پھر تمہیں گلے سے لگالیں

مکالماتی نظم

میں نے کہا کب دن سہانے آئیں گے
اس نے کہا جب وہ پرانے زمانے آئیں گے
میں نے کہا گزرا زمانہ آتا نہیں دوبارہ
اس نے کہا کیا میری یاد نہیں کوئی چارہ
میں نے کہا مجھے رات بھر نیند نہیں آتی ہے
اس نے کہا کیا میری یاد ستاتی ہے
میں نے کہا کبھی خوابوں میں ملنے آیا کرو
اس نے کہا کیا بزم خیال میں ہمیں بلایا کرو
میں نے کہا کیا قیمت ہے آپ کے دل میں رہنے کی
اس نے کہا تجھے ہمت ہی کہاں ہے کرایہ دینے کی
میں نے کہا چند دن مہمان سمجھ کر رکھ لیجئے
اس نے کہا پہلے اکیلے پن کا مزہ چکھ لیجئے
میں نے کہا عمر کے ساتھ وزن بھی بڑھتا جا رہا ہے
اس نے کہا میں فون رکھتی ہوں کوئی آ رہا ہے

زخم کبھی سِلا نہیں کرتے

دوستی میں ہم لوگ اُمید صلہ نہیں کرتے
کسی سے دوستی نہ رہے تو گلہ نہیں کرتے
جن لوگوں کے ایک سے زیادہ روپ ہوں
ایسے لوگوں سے ہم کبھی ملا نہیں کرتے
دوستی کے پردے میں جو ہم سے حسد کریں
اُن کے لیے چاہت کے پھول کھلا نہیں کرتے
دوستی کی خاطر تو یہ جان بھی نچھاور کر دیں
یار کانٹوں پہ سُلا دے تو ہم کبھی ہلا نہیں کرتے
تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں وقت کے ساتھ اصغؔر
زبان کے دیے ہوئے زخم کبھی سلا نہیں کرتے

مکالماتی نظم

میں نے کہا تیری یاد میں آنکھیں روتی ہیں
جواب آیا یہ اسی طرح صاف ہوتی ہیں
پوچھا درد ہجر کا کوئی علاج بتایئے
جواب آیا وصل ہو گا اسی طرح روتے جایئے
میں نے کہا اب آنکھوں کے ساتھ دل بھی روتا ہے
جواب آیا عاشقوں کے ساتھ اکثر یہی ہوتا ہے
میں نے کہا تیری محبت میری زندگی بھر کی کمائی ہے
جواب آیا تو ماہر مبالغہ آرائی ہے
میں نے کہا میری مشکلات کا کوئی حل بتایئے
جواب آیا اصغؔر خدا کے لیے ہمیں بھول جایئے

میرے یار ہو تم

اے دوست تم کیا جانو کہ تم میرے کیا ہو
میں پیاسا ہوں تم ساون کی گھٹا ہو
میرا چمن میری بہار ہو تم دل کے مختار ہو تم
خزاں میں بہار ہو تم میرے دل کا قرار ہو تم
جس کا کوئی ثانی نہیں وہ دلدار ہو تم
جس نے مجھے پیار دیا ایسے یار ہو تم
میرے غم خوار ہو تم
میرا گلشن میرا گلزار ہو تم
میرا پہلا اور آخری پیار ہو تم
مجھے آزماتے کیوں بار بار ہو تم

تم میرے کیا ہو

میرے من کا میت ہو تم
میری راگنی میرا سنگیت ہو تم
میری زندگی میری جیت ہو تم
جو مر کر بھی ٹوٹے وہ پریت ہو تم
میری قدر شناس ہو تم
میرا خواب ہو تم تعبیر ہو تم
میرا سنسار میری تقدیر ہو تم
میں مریض محبت زندگانی ہو تم
میرے سپنوں کی رانی ہو تم
میرے لبوں کی مسکان ہو تم
میں دل ہوں اور جان ہو تم

جدائی کا زہر

ہر بار جب تم میرا فون نمبر ملاتی ہو
پھر کیا سوچ کر خاموش ہو جاتی ہو
اس طرح مجھے کیوں تڑپاتی ہو
اپنی روح کو بھی اذیت پہنچاتی ہو
میرے ضبط کو کیوں آزماتی ہو
اپنے آپ کو کیوں ستاتی ہو
اب وقت کا تقاضا ہے کہ اک دوجے کو بھول جائیں
وصل کا خیال بھی اب ذہن میں نہ لائیں
ان پیار بھری یادوں کے سہارے جی لیں
ہنس کر جدائی کا زہر پی لیں

تیری یاد میں

تیری یاد میں بے قرار ہے دل
پھر دھوکہ کھانے کو تیار ہے دل
اب کسی کا گزر نہیں ہوتا
ان دنوں اِک اُجڑا ہوا دیار ہے دل
روتاہے تو آنکھوں سے بہتا ہے لہو
کسی کی محبت میں گرفتار ہے دل
تیری یاد سے ہو گیا تھا غافل
اب تو ہر پل رہتا بیدار ہے دل
تیری جدائی میں رو رو کے یہ حال ہے
اب اصغرؔ کی طرح رہتا بیمار ہے دل

ان کے دل تک اپنی رسائی ہو گئی ہے
ہماری بھی کسی سے آشنائی ہو گئی ہے

دل میں محبت ہو تو ہر شے حسیں لگتی ہے
محبت سے زندگی میں روشنائی ہو گئی ہے

اب ہم بھی سر اُٹھا کر سرِ عام کہہ سکتے ہیں
کہ ہماری بھی کسی تک رسائی ہو گئی ہے

ہم تنہا ہی چلے تھے محبت کی جنگ جیتنے
میدان اُلفت میں اپنی پسپائی ہو گئی ہے

بھنور کو دیکھتے ہی سبھی سفینہ چھوڑ گئے
طوفاں سے بچ گئے مگر تنہائی ہو گئی ہے

ہم ابھی تک اس کی محبت کے قفس میں ہیں
کیسے سب سے کہہ دیں کہ رہائی ہو گئی ہے

جو قریب تھے وہ دور ہو گئے ہیں
ہمیں ملنے سے مجبور ہو گئے ہیں
میرے پاؤں کے چھالے تو دیکھ
ہم زخموں سے چور چور ہو گئے ہیں
جو دلوں میں بغض و حسد پالتے رہے
دیکھو ان کے چہرے بے نور ہو گئے ہیں
اس کی حسیں صورت کو دیکھ کر
اس سے محبت کرنے کو مجبور ہو گئے ہیں
ہمیں مٹانے والے سدا گمنام رہیں گے
جو لوگ اچھے تھے وہ مشہور ہو گئے ہیں

نہ چاہتے ہوئے

نہ چاہتے ہوئے بھی پیار تجھے کیے جا رہا ہوں میں
تیری یادوں کے سہارے جیئے جا رہا ہوں میں
زندگی بھر جو زخم دیے تیری چاہت نے دیے جاناں
اب رات دن انہیں سیے جا رہا ہوں میں
تیری یاد میں بہتے ہیں جو آنکھوں سے آنسو
انہیں دوا سمجھ کر پیئے جا رہا ہوں میں
تجھے بھولنے کی قسم کھائی تھی کبھی
اس کے عکس تجھے یاد کیے جا رہا ہوں میں
اصغرؔ کا دل توڑنے والی تو سدا خوش رہے
دل کہ گہرائیوں سے دُعائیں دیے جا رہا ہوں میں

داستان بنالیتا ہوں

باتوں ہی باتوں میں اک داستان بنا لیتا ہوں
غموں کے دور میں خود کو چٹان بنا لیتا ہوں

جن کی باتیں میرے کانوں میں رس گھولیں
بنا سوچے انہیں اپنی جان بنا لیتا ہوں

جب کوئی نہیں سنتا میری یہ غزلیں نظمیں
گھر کی دیواروں کو سننے والے کان بنا لیتا ہوں

پیار سے بات کرتا ہوں ہر اصغر و اکبر سے
اس طرح مشکل بات کو آسان بنا لیتا ہوں

اپنے دل کی بات مجھے کہنی ہو کسی سے
میں قلم کو اپنی زبان بنا لیتا ہوں

خدا نے مجھے ایسا منفرد انداز بخشا ہے
ہر بزم میں خود اپنی پہچان بنا لیتا ہوں

اپنے دل کو کوئی اُجڑا ہوا دیار نہ بنا
مگر کسی بے وفا کو اپنا یار نہ بنا
یہاں کوئی زیارت کرنے نہیں آئے گا
شہرِ دل سے اتنا دور اپنا مزار نہ بنا
ایک دن انہیں یہیں چھوڑ جانا ہے
تو یہاں شہنشاہوں جیسے دربار نہ بنا
ہر کسی سے سچے دل سے ملا کر
اپنے مفاد کے لئے کسی کو یار نہ بنا
یہ سمندر پار کبھی جا نہیں سکتی
کاغذ کی کشتی کے تو پتوار نہ بنا

بے سہاروں کو جب سے سہارے ملے ہیں
یوں لگا کہ ہمیں چاند ستارے ملے ہیں

آپ سے قبل بہت دوست زیست میں آئے
مگر کوئی نہ آپ جیسے پیارے ملے ہیں

لگتا ہے ہماری جوڑی آسماں پہ بنی ہے
کچھ اس طرح ہمارے ستارے ملے ہیں

ہمیں ہر کوئی مذاق ہی مذاق میں ٹالتا رہا
سبھی لوگوں سے جھوٹے لارے ملے ہیں

ہم نے جس کسی سے اپنا غم بانٹنا چاہا
اصغؔر کو سب درد کے مارے ملے ہیں

جب ہم اس جانِ جاں سے بچھڑے
ایسا لگا کہ سارے جہاں سے بچھڑے
اب تو ہمیں اتنی بھی خبر نہیں ہے
کہ ہم کب اور کہاں سے بچھڑے
اب تو اپنی کچھ ایسی حالت ہو چکی ہے
جیسے خانہ بدوش کارواں سے بچھڑے
ہم ایسے مرجھائے مرجھائے رہتے ہیں
جیسے کوئی پھول باغباں سے بچھڑے
زندگی میں بہت لوگ بچھڑے ہیں ہم سے
وہ بچھڑا تو لگا جیسے کوئی جاں سے بچھڑے

ہم سے ملنے کی انہیں فرصت نہیں ہے
ان کے پاس جانے کی ہمیں اجازت نہیں ہے
اس کے دل پہ ہمارا کوئی زور تو نہیں
نہیں ملتا تو نہ ملے ہمیں شکایت نہیں ہے
اب وہ معمولی سی بات بھی نہیں مانتا
منتیں کرنے کی ہماری بھی عادت نہیں ہے
بہتر ہے کہ اس کی یاد کے ساتھ جی لیں
اب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے
ہم ہر کسی سے بڑے پیار سے ملتے ہیں
ہمارے دل میں کسی کے لیے کدورت نہیں ہے

ابھی تک رکھا نہیں کوئی رکھوالا دل کا
کئی لوگ چوری کھول لیتے ہیں تالا دل کا
وہ بدنصیب میرے دل میں چلے آئیں
جنہیں ملتا نہیں کوئی چاہنے والا دل کا
جمعرات کو لوگ چراغ جلا دیتے ہیں
اس طرح بڑھ جاتا ہے اُجالا دل کا
میری آنکھوں سے خون رستا رہتا ہے
یوں لگتا ہے ٹوٹ گیا ہے پرنالہ دل کا
مجھ سے کوئی پیار کا کھیل نہیں کھیلتا
وہ نہیں جانتے میں ہوں بھولا بھالا دل کا

بڑی خطا کی جو کسی سے لگایا ہے دل
آج تک نہ اس ستمگر کو بھلا پایا ہے دل
ہم نے تو اسے بڑا سنبھال کر رکھا تھا
ایک پیاری سی صورت نے چرایا ہے دل
کھلونا سمجھ کر سب اسے توڑتے رہے
اس کے بعد پھر کسی پہ نہ آیا ہے دل
کسی کی دلنشیں صورت دیکھتے ہیں
اُسی پل مجھ سے ہو گیا پرایا ہے دل
اپنی خطاؤں سے یہ سیکھتا ہی نہیں
اصغؔر کے حصّے میں ایسا آیا ہے دل

کوئی اس کو میرا حال سنائے جا کر
کیسے جی رہا ہوں اسے بتائے جا کر
جس نے میرے دل کا سکون چرایا ہے
اسے کوئی ڈھونڈ کے لائے جا کر
ہم دونوں ایک دوسرے بنا کچھ نہیں
یہ بات کوئی اسے سمجھائے جا کر
دل کے نگر میں جو آگ اس نے لگائی
اب وہ شعلہ رو ہی اسے بجھائے جا کر
وہ میری علالت کا یقیں نہیں کرتا
میرے دل کے ایکسرے کوئی اسے دکھائے جا کر

ہم آنکھوں کو سمجھاتے رہتے ہیں
مگر پھر بھی اشک بہاتے رہتے ہیں
ہم تو کبھی اُف تک بھی نہیں کرتے
خاموشی سے آنسو بہاتے رہتے ہیں
کسی سے بچھڑنے کا کیا ماتم کرنا
زندگی میں نئے لوگ آتے رہتے ہیں
ہمارے دُکھوں سے کوئی اُداس نہ ہو
دنیا کے سامنے ہم مسکراتے رہتے ہیں
زیست طوفانوں کا اک سمندر ہے
ہم بے فکر ہو کر ناؤ چلاتے رہتے ہیں

میں تجھے یاد صبح و شام کرتا ہوں
میرا ہے جو سب تیرے نام کرتا ہوں
دنیا میں تیرے سوا کون ہے میرا
اب تیری تصویر سے کلام کرتا ہوں
تیری محبت بھلائے نہیں بھولتی
محبت بانٹتا ہوں اب یہی کام کرتا ہوں
تم میری ہو تم میری ہو تم میری ہو
آج اس بات کا اقرار سرِ عام کرتا ہوں
اب اک تیرا غم ہی ساتھی ہے اصغؔر کا
اس کے ساتھ ہی ختم یہ کلام کرتا ہوں

میں تمہارا پیار پانا چاہتا ہوں
اپنی ہستی کو مٹانا چاہتا ہوں
اک تمہیں ہی تو مانگا ہے جاناں
میں کب قارون کا خزانہ چاہتا ہوں
مجھے صرف تمہارا ساتھ کافی ہے
میں کہاں سارا زمانہ چاہتا ہوں
ویسے تو تم سے ملنا ناممکن ہے
تمہیں ملنے کا کوئی بہانہ چاہتا ہوں
میری آخری خواہش بھی ذرا سن لو
میں تمہارے دل میں گھر بنانا چاہتا ہوں

جب پیار کرتا ہے تو انتہا کرتا ہے
خوشی ہی نہیں غم بھی عطا کرتا ہوں
ستم گر کے دل میں بھی شاید رحم آئے
اس کے لیے میرا ٹوٹا دل دُعا کرتا ہے
ہمیں تو فقط تیری ذات سے غرض ہے
یہ غرض نہیں کہ کوئی اور کیا کرتا ہے
ہر مشکل میں کوئی مصلحت ہوتی ہے
اپنے صابر بندوں کی مدد خدا کرتا ہے
اشعار سے سب سامعین کا دل بہلاتا ہے
اس کے سوا اور اصغؔر کیا کرتا ہے

لحد میں جب خود کو تنہا پایا ہم نے
تو آواز دی تم مجھے کہاں چھوڑ چلے
بڑے ارمانوں سے ہم نے بنایا تھا سب
آج دنیا میں وہ سارا سامان چھوڑ چلے
اور کچھ تو نہ چھوڑا اس جہاں میں
مگر ہم اپنی آن بان شان چھوڑ چلے
جتنے بھی اپنے دل میں لے کر آئے تھے
جو پورے نہ ہوئے وہ ارمان چھوڑ چلے
دُعاؤں میں اصؔغر کو یاد رکھنا دوستو
آج سدا کے لیے ہم تمہارا جہاں چھوڑ چلے

لگتا ہے دُعاؤں کا اثر ہو گیا ہے
میرا دل محبت کا نگر ہو گیا ہے
ہر کوئی یہاں آ کر بیٹھ جاتا ہے
دل نہ ہوا بلکہ راہ گزر ہو گیا ہے
میرے دل میں جس کا گھر ہو گیا ہے
سمجھو دیر و حرم سے بے خبر ہو گیا ہے
اسے بھی شاید منزل کی تلاش ہے
اسی لیے تو میرا ہمسفر ہو گیا ہے
ہم نے پیار سے دل کو بہت بچانا چاہا
اِک حسیں صورت سے مگر ہو گیا ہے

جیسے ہی میرے خط کا جواب آیا
یوں لگا مجھ پہ دوبارہ شباب آیا
اس سے بچھڑ کر ایسا محسوس ہوا
کہ اب ہمیں دنوں کا حساب آیا
جب بھی اس کا کوئی پیغام آتا ہے
مجھے لگتا ہے ڈاک میں گلاب آیا
میرے سپنے میں جب گزر ہوا اس کا
یوں لگا کہ کتنا حسیں خواب آیا
تم ساتھ ہو تو زندگی کتنی حسیں ہے
ابھی تو اصغرؔ کو جینا جناب آیا

ہم کچھ ایسے دیوانے ہیں
جو خود سے بیگانے ہیں
داستان لیلیٰ مجنوں نہ سنا
وہ قصّے بڑے پرانے ہیں
لوگوں کے لبوں پہ اب
بڑے نئے افسانے ہیں
دنیا کی رونقیں راس ہیں
دل کے اندر ویرانے ہیں
میرے قتل میں جو ملوث تھے
وہ ہاتھ جانے پہچانے ہیں

اب جب کہ میرا دم نکلا جا رہا ہے
سنا ہے وہ مجھ سے ملنے آ رہا ہے
وہ میرے پہلو میں بیٹھا ہے لیکن
لگتا ہے وہ مجھ میں سما رہا ہے
دنیا میں جو آیا تھا بڑے خواب لے کر
دیکھو آج وہ خالی ہاتھ جا رہا ہے
ہم تو مقدر کے ستائے ہوئے لوگ ہیں
پھر ہمیں کیوں زمانہ ستا رہا ہے
جو خوشیاں بانٹتا تھا شہر بھر میں
آج کوئی نہ اس کے غم بنا رہا ہے

سوچا نہ تھا وہ اتنے جلد بدل جائیں گے
میرے دل کو پھول کی طرح مسل جائیں گے
کسی سے بچھڑ کر کوئی مر تو نہیں جاتا
کچھ دنوں بعد ہم بھی سنبھل جائیں گے
تجھ سے وفا کرتے ہیں کرتے رہیں گے
ہم کیسے تیرے رنگ میں ڈھل جائیں گے
محبت کی پٹڑی پہ اپنی ریل ڈال دی ہے
تم ساتھ ہو تو ہم کیسے پھسل جائیں گے
کبھی غم کی شدت کبھی درد کی انتہا
ان کی طرح آپ بھی مجھے مل جائیں گے

وہ جدائی کی مجھے بد دُعا دے گیا
نہ جانے کیوں ایسی سزا دے گیا
اب میں کہاں ڈھونڈھتا پھروں اسے
وہ کوئی نہ اپنے گھر کا پتہ دے گیا
لوٹ کر لے گیا دل کا چین و قرار
اس مرض کی کوئی نہ دوا دے گیا
میرے ارمانوں کا قتل سرِ عام کر کے
مجھے ان کا نہ کوئی خون بہا دے گیا
جو ساری دنیا سے مجھے عزیز تھا
وہی شخص اصغؔر کو دغا دے گیا

وہ جو میرے دل کی صدا لگتا ہے
نہ جانے وہ اجنبی میرا کیا لگتا ہے
جس کی قبولیت میں ابھی دیر ہے
مجھے ایسی ہی کوئی دُعا لگتا ہے
ہمارا روحانی رشتہ تو بڑا پرانا ہے
دیکھنے والوں کو یہ تعلق نیا لگتا ہے
جس نے میری زیست کو روشن کیا
مجھے وہ ایسا ایک دیا لگتا ہے
جس دن اس سے بات ہو جاتی ہے
اُس روز میرا چہرہ ہرا بھرا لگتا ہے
اس سے قبل تو سبھی بے وفا دوست ملے
مگر یہ مجھے دل کا کھرا لگتا ہے

دنیا میں اک تو ہی میری ہم نوا ہے
میرے سوا کوئی نہ میرا رہنما ہے
زندگی میں ہم سے کبھی دور نہ جانا
ہماری تم سے صرف اتنی التجا ہے
پہلی نظر میں ہم آپ کے دیوانے ہو گئے
زمانے بھر سے جدا آپ کی ہر ادا ہے
جہاں آپ کا جی چاہے لے جائیے مجھے
اب آپ سے وابستہ میری رضا ہے
تیرے سوا کوئی نہیں دلبر میرا
تجھے کیا خبر کہ تو ہی میری دل رُبا ہے
تیری خاطر جو کچھ لکھتا ہوں اصغؔر
میرا کوئی کمال نہیں یہ اللہ کی عطا ہے

مجھے تم سے محبت ہے
تمہیں دیکھنے کی حسرت ہے
میرے آنسوؤں کا غم نہ کرو
مجھے رونے کی عادت ہے
میری چاہت اوروں سے جدا ہے
میرے لیے محبت اک عبادت ہے
دل میں سکون نہ آنکھوں میں نیند
لگتا ہے تیرے غم کی شدت ہے
میں تجھے اپنا بنا نہ سکا
اس بات پہ مجھے ندامت ہے

آپ کا جب جی چاہے ہمیں آزمایئے
مگر ایک بار اپنا دیدار تو کرایئے
میرے دل کو اپنا ہی گھر سمجھئے
آپ کا جب جی چاہے آیئے جایئے
کئی سالوں سے آپ کے دیوانے ہیں
ہمیں دیکھ کر تو یوں نہ شرمایئے
آپ کی مسکراہٹ بڑی جان لیوا ہے
ہم جاں بلب ہیں آخری بار مسکرایئے
اصغرؔ سے گر ملنے کا ارادہ نہیں
تو ابھی میرے دل سے بوریا بستر اُٹھایئے

دیکھ تیرے در پہ اک دکھیارا آیا ہے
اسے محبت کی بھیک دے بے چارہ آیا ہے
جب کسی ے پیار سے میری جھولی بھری
پھر یاد اک ساتھی پیارا آیا ہے
تمہیں میری علالت کی خبر نہیں پہنچی
ورنہ عیادت کو تو شہر سارا آیا
آ کے دیکھ لے دیوانے کیسے ہوتے ہیں
تیری گلی میں کوئی مقدر کا مارا آیا ہے
ہم نے جب بھی کسی در پہ دستک دی
آواز آئی مُنی دیکھو کوئی بے سہارا آیا ہے

تنہائی میں یہ عالم ہے میری اُداسی کا
کوئی نہیں ہے میت روح پیاسی کا
اک تیرے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا
اب یہ حال ہے میری بدحواسی کا
غریب کا پیٹ جو بھرا تو نیند بھی آئی
بریانی سے زیادہ مزا تھا روٹی باسی کا
منہ موڑ کے جانے والے ذرا سنتا جا
تمہارا دعویٰ تھا ہم سے روح شناسی کا
خدا کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا نہیں
چاہے کوئی بیٹا ہو چودھری یا مراسی کا

میری نظر میں تیرا بڑا اعلیٰ مقام ہے
تو میرے لیے خاص ہے نہ کہ عام ہے
میں تم سے بے پنا محبت کرتا ہوں
کیا اس بات میں بھی کوئی کلام ہے
ہم جب کسی سے پیار کرتے ہیں
پرواہ نہیں کرتے کہ کیا ہونا انجام ہے
میں کسی اور کا تصور بھی کیسے کروں
میرے لبوں پہ ہر پل رہتا تیرا نام ہے
یہ تو سب کچھ اس دوست کی نذر ہے
کانوں میں رس گھولتا ہوا جس کا نام ہے

اپنی تمام عمر گزری ہے سفر میں
زیست کی ناؤ سدا رہی ہے بھنور میں
میرے دشمن ہزاروں اور تنہا تھا میں
ان کے خوف سے گھبرایا نہیں مگر میں
آج کل شیشے کے گھر میں رہتا ہوں
اسی لیے کسی پہ پھینکتا نہیں پتھر میں
اُدھر وہ انا کے قفس سے نہ نکل پائے
ہجر کے زنداں میں قید ہوں اِدھر میں
اس ستم گر میں کیسی کشش ہے
رہ سکتا نہیں کبھی اُس سے دُور میں

وہ حسیں جو بہت خوبصورت ہے
مجھے اس سے بے حد محبت ہے
ہم دونوں کا کوئی سہارا نہیں
ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے
چاہت بنا زندگی ادھوری لگتی ہے
کسی سے محبت کرنا قانونِ قدرت ہے
محبت کسی سے بھی ہو سکتی ہے
سنتے آئے ہیں یہ انسانی فطرت ہے
جینے کو تیرے بن بھی جی رہا ہوں
مجھے داد دے کہ میری کتنی ہمت ہے

میرا وہ دوست بڑا وفا شناس ہے
جو دور رہ کے بھی میرے پاس ہے
اس سے وصل کی آس لگائے بیٹھا ہوں
مگر مجھے اس کا ہجر ہی راس ہے
اس کی خوشبو رچی ہے فضاؤں میں
یوں لگتا ہے وہ میرے آس پاس ہے
آنکھوں کی گلیوں کو تیرا انتظار ہے
تیرے بن میری دنیا مگر اُداس ہے
مجھے تیری ہر اُلجھن کا احساس ہے
یہ نہ سمجھنا کہ اصغرؔ خود شناس ہے

جب کسی دوست کا انتقال ہوتا ہے
پھر انسان کو بڑا ملال ہوتا ہے
وہ بُرے کاموں میں ملوث نہیں
جن کی رگوں میں رزق حلال ہوتا ہے
خدا کسی کو ایسا عروج نہ دے
جس کے بعد زوال ہی زوال ہوتا ہے
دنیا کے بازار میں اسی کی قدر ہے
جس گاہک کی جیب میں مال ہوتا ہے
اپنے اشعار سے پتھر کو ہیرا بنا دے
یہ سب اصغؔر کے تخیل کا کمال ہوتا ہے

مجھے اپنے دل کا حال سنانے نہیں دیتا
اس سے کتنا پیار ہے یہ بتانے نہیں دیتا
تنہا رہ کر وہ اتنا پتھر دل ہو گیا ہے
اپنے سوئے ہوئے جذبات جگانے نہیں دیتا
جی چاہتا ہے کہ ابھی اس سے جا ملوں
مگر وہ مجھے اپنے شہر آنے نہیں دیتا
اس کی جدائی کے جو زخم ہیں سینے میں
انہیں کسی کو دکھانے نہیں دیتا
جب کبھی بھولے سے آتا ہے خوابوں میں
مجھے اپنی نظروں سے دور جانے نہیں دیتا

جب تو میرا تصور ہو جاتا ہے
میرا سارا گھر معطر ہو جاتا ہے
کچھ عجیب سا سحر چھا جاتا ہے
اصغؔر اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے
کیا بتاؤں تیرا خیال آتے ہی جاناں
اسی پل میرا چہرہ منور ہو جاتا ہے
جس کے دل میں محبت نہیں ہوتی
ایسا بے حس انسان پتھر ہو جاتا ہے
عشق کے سمندر میں اگر اناڑی غوطہ لگائے
اصغؔر کی طرح وہ بھی شناور ہو جاتا ہے

جی رہا ہوں یا زندگی سے دھوکہ کر رہا ہوں
جو غم ملے ان سے سمجھوتا کر رہا ہوں
دنیا والوں کی نظروں میں زندہ ہوں لیکن
تیری جدائی میں گھٹ گھٹ کے مر رہا ہوں
بجھتے جا رہے ہیں میری اُمیدوں کے چراغ
اپنے خونِ جگر سے انہیں بھر رہا ہوں
اس نے مجرم ٹھہرایا ہے اپنی عدالت میں مجھے
میں بھی کچھ کہے بنا سرِ تسلیم خم کر رہا ہوں
اصغؔر کی فطرت میں نہیں کسی سے دغا کرنا
پھر نہ جانے کیوں بار بار وضاحت کر رہا ہوں

زیست غموں سے نڈھال ہے
دل میں تیرا ہی خیال ہے
اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے
ایک فون کال کا سوال ہے
ایک بار آ کر دیکھ تو لے
تیری جدائی میں کیا میرا حال ہے
آنکھوں سے آنسو رُکتے نہیں
ہاتھ میں تیرا دیا ہوا رومال ہے
ایسی حالت میں بھی جی رہا ہوں
یہ تیرے دیوانے اصؔغر کا کمال ہے

سب سے انوکھی ان کی ادائیں ہیں
زُلفیں ہیں کہ گھنگھور گھٹائیں ہیں
بن سنور کے وہ گھر سے نکلے ہیں
اس لیے کتنی حسیں فضائیں ہیں
جب بھی غموں کی دھوپ ہوتی ہے
اس کی باتیں دیتی مجھے چھاؤں ہیں
اِن دنوں اُن سے مراسم نہ سہی تو کیا
مجھے آج بھی یاد اُن کی وفائیں ہیں
میرے کانوں میں ہر پل گونجتی ہیں
نہ جانے یہ کس کی صدائیں ہیں

دنیا میں کسی کو مجھ سے پیار نہیں ہے
اب آنکھوں کو کسی کا انتظار نہیں ہے
میں اپنے دکھڑے یہاں کس کس کو سناؤں
سارے شہر میں میرا کوئی غم گسار نہیں ہے
جسے سارے جہاں سے زیادہ چاہتا ہوں
اسے ہی میری محبت پہ اعتبار نہیں ہے
تیرے ہجر کی خزاں سے دوستی کر لی ہے
اپنے مقدّر میں تیرے وصل کی بہار نہیں ہے
وہ لوگ بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانے لگے ہیں
جن کا میری نظر میں کوئی معیار نہیں ہے

پیار کرنے والوں کو رونا پڑتا ہے
اس میں دل کا سکون کھونا پڑتا ہے
اور کچھ تو انسان کو ملتا نہیں ہے
یادیں سینے سے لگا کر سونا پڑتا ہے
دل کی بات کسی سے کہہ نہیں سکتا
دنیا سے چھپ کر آنسو بہانا پڑتا ہے
کہیں دل کا بھید کوئی جان نہ لے
نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرانا پڑتا ہے
محبت میں ایسا بھی ہوتا ہے اکثر
انسان کو اپنا جنازہ خود اُٹھانا پڑتا ہے

خدا کے لیے اب نہ یاد آؤ مجھے
بہتر ہے کہ تم بھول جاؤ مجھے
میرے خیالوں میں بار بار آ کر
اے دوست اب یوں نہ ستاؤ مجھے
میں تمہیں اپنے تصور میں نہ لاؤں
تم کوئی ایسا گُر سکھاؤ مجھے
تمہاری جدائی میں کہیں مر نہ جاؤں
میرے پاس آ کے تم بچاؤ مجھے
میں خود سے بے خبر ہو چکا ہوں
میں تمہارا کیا ہوں! سمجھاؤ مجھے

کسی کو کیا خبر کیا حالت ہماری ہے
زندگی کانٹوں کی سیج پہ گزاری ہے
تو کیا جانے میں تجھے کتنا چاہتا ہوں
اس دنیا میں تو مجھے سب سے پیاری ہے
تم شاید میری چاہت کو دل لگی سمجھو
مگر ہماری تم سے عمر بھر کی یاری ہے
یہ جسے لگے اس کا بچنا محال ہوتا ہے
عشق جی کی ضرب بڑی کاری ہے
تیرے چہرے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا
میری آنکھوں میں تیرے پیار کی خماری ہے

زندگی میں کبھی نہ تکبر کرنا دوستو
ہر مصیبت میں تم صبر کرنا دوستو
روزِ محشر یہی عمل ہمارے کام آئے گا
ہر پل اپنے اللہ کا ذکر کرنا دوستو
سبھی نعمتیں عطا ہیں پروردگار کی
تم کسی بات کا نہ فخر کرنا دوستو
جتنا ملے اسی پر قناعت کرنا تم
کسی کے حق پہ نہ نظر کرنا دوستو
نیک کاموں میں اپنا حصّہ ڈالتے رہنا
کوئی بُرا کام نہ مگر کرنا دوستو

ہم کسی سے بھلا کیا مانگتے ہیں
شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں
اور کچھ تو کسی کو دے نہیں سکتے
ہر کسی کے حق میں دُعا مانگتے ہیں
کسی جھوٹے سہارے کی حاجت نہیں
دو جہانوں کے اللہ کا آسرا مانگتے ہیں
ہمیں کسی سے کوئی لالچ نہیں
اِک محبت بھری نگاہ مانگتے ہیں
دوستوں سے کچھ طلب نہیں کرتے
ان سے صرف ان کی وفا مانگتے ہیں

شیطان کے چیلے

ہم تو ایسا کام کر نہیں سکتے انجانے سے
کئی لوگوں کو سکوں ملتا ہے دل دکھانے سے
خدا ایسے لوگوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا
جن کا مطلب ہوتا ہے انسانوں کو ستانے سے
کچھ لوگ تو مَر کر بھی اَمر ہو جاتے ہیں
مگر برُے لوگوں کا نام مِٹ جاتا ہے زمانے سے
جن کا مشغلہ ہو ہر کسی کی دل آزاری کرنا
انہیں آخرت میں کچھ نہ ملے گا اللہ کے خزانے سے
ان شیطان کے چیلوں سے خدا محفوظ رکھے
جن کو غرض ہے سستی شہرت کمانے سے

اینٹ کا جواب

قانون قاعدے سے باہر بات کرتا نہیں ہوں
اپنا حق مانگنے سے میں ڈرتا نہیں ہوں
دشمنوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہوں
خاموش بیٹھ کر آہیں بھرتا نہیں ہوں
تہذیب کو ملحوظِ خاطر رکھتا ہوں باتوں میں
میں اپنی حد سے آگے کبھی بڑھتا نہیں ہوں
ہر بُری بات پہ میں خاموشی اختیار کر لوں
میں اس فلسفے پہ عمل کرتا نہیں ہوں
انسان کی عزت و ذلت اللہ کے ہاتھ ہے
کسی کی شان میں قصیدے پڑھتا نہیں ہوں

وہ آنسو کر گیا ہے دان مجھے
جو شخص کہتا تھا اپنی جان مجھے

تنہائی کی دھوپ میں اُوڑھ لیتا ہوں
اپنے ہجر کا دیا گیا ہے سائبان مجھے

وہ مجھ سے بچھڑ گیا دُنیا کی بھیڑ میں
اب ملتا نہیں ہے اُس کا نشان مجھے

دُعا ہے وہ جہاں بھی رہے خوش رہے
مجھ سے بچھڑ کر کر گیا ہے پریشان مجھے

اے دوست تیرے بن ادھورا ہے اصغؔر
تیرے جیسا کہاں ملے گا قدردان مجھے

میری آنکھوں میں سرور رہتا ہے
کوئی تو ان میں ضرور رہتا ہے
تصور میں وہ میرے ساتھ ہے
جو نظروں سے دور رہتا ہے
اس نے میرا سکھ چین چھینا ہے
اس بات کا اسے غرور رہتا ہے
میری زندگی میں اندھیروں کا کیا کام
میرے ساتھ اس کی محبت کا نور رہتا ہے
ہستی شہرت کے غلام بھلا کیا جانیں
اصغؔر گمنامی میں بھی مشہور رہتا ہے

ایسا ستم میرے یار نہ کرنا
میرے پیار کا انکار نہ کرنا
اپنے دل میں تیرا گھر بنایا ہے
ہو سکے تو اسے مسمار نہ کرنا
میں جہاں بھی ہوں صرف تمہارا ہوں
میری وفا کے بارے سوچ بچار نہ کرنا
تمہارے احسانوں کا قرض چکا نہ پاؤں گا
اپنی وفائیں مجھ پر یوں نثار نہ کرنا
تجھ سے ملنے کے سپنے دیکھتا رہتا ہوں
اپنے دوست اصغؔر کو کبھی بیدار نہ کرنا

اپنی نظروں کا سلام بھیج دے
کوئی پیارا سا پیغام بھیج دے
جو دل کے تاروں کو چھو لے
مجھے ایسا کوئی کلام بھیج دے
کئی دنوں سے آس لگائے بیٹھا ہوں
کچھ نہ کچھ تو میرے نام بھیج دے
تیری جدائی میں بہت غم سہے ہیں
اب خوشیوں کی کوئی شام بھیج دے
اپنی جان سے بڑھ کر چاہا ہے تجھے
اصغرؔ کی چاہت کا کچھ تو انعام بھیج دے

خدا کے لئے اپنا بنا لیجئے مجھے
نہیں تو زندہ دفنا دیجئے مجھے
میں نے بھی جرمِ اُلفت کیا ہے
کسی دیوار میں چنوا دیجئے مجھے
اپنے پہلو میں پاؤ گے مجھے
سچے دل سے صدا دیجئے مجھے
اگر مجھ سے محبت نہیں رہی
پھر اپنے دل سے بھلا دیجئے مجھے
گر میں تیرا مجرم ہوں جاناں
کڑی سے کڑی سزا دیجئے مجھے

دل اُداس ہے آنکھوں میں پانی ہے یارو
کسی پیارے کی دی ہوئی نشانی ہے یارو
شاید زندگی کے کسی موڑ پہ وہ مِل جائے
اُسے اپنے دل کی بات بتانی ہے یارو
تنہا لمحوں میں اُسے یاد کر لیتا ہوں
اسی لئے میری زیست سہانی ہے یارو
غم جیسی انمول شے جس نے بخشی ہے
یہ اس ہستی کی مہربانی ہے یارو
جس کی چاہت میں ہم دیوانے ہوئے
وہی ظالم اس بات سے انجانی ہے یارو

جس دن سے جل گیا ہے آشیاں میرا
نگر نگر بھٹک رہا ہے کارواں میرا
تیرے بنا اب سونا سونا لگتا ہے
یہ چھوٹا سا اک جہاں میرا
تیرا پیار پانے کی حسرت ہی رہی
مگر پورا نہ ہوا ارماں میرا
ہم نے دل کا دروازہ کھلا رکھا
شاید کسی دن تو آئے بن کے مہماں میرا
مجھے اپنے مقدر پہ کیوں نہ ناز ہو
جو تجھ سا حسیں ہے قدرداں میرا

صورت اُس کی جانی پہچانی ہے بھائی
لگتا ہے وہ حور کوئی آسمانی ہے بھائی
شاید زیست کے کسی موڑ پہ وہ مِل جائے
اُسے اپنے دل کی بات بتانی ہے بھائی
غم جیسی انمول شے جس نے بخشی ہے
یہ اُس ہستی کی مہربانی ہے بھائی
کچھ آہیں کچھ نالے اور حسیں یادیں
یہی میری محبت کی کہانی ہے بھائی
اُس کے بھائی میرے خلاف کیا لکھتے ہیں
وہ ان باتوں سے انجانی ہے بھائی

کوئی اپنوں کا ستایا ہوا سوتا ہے یہاں
کون کسی کے غم میں روتا ہے یہاں
کچھ ظالموں نے سدا اسے ناشاد کیا
موت نے ایسے لوگوں سے آزاد کیا
اب شہر خموشاں اور اس کی قبر ہے
تمہیں بھی یہیں آنا ہے کیا تمہیں خبر ہے
یہ جو زمین اسے ملی ہے قبرستان میں
ظالم یہ بھی چھین لیتے جو ملتی جہان میں
اس کی یاد میں مگرمچھ کے آنسو بہانے والے
یہی لوگ تھے اسے دُنیا میں ستانے والے
ایسے غریب کی لحد پہ آئے گا کون
اس کی دُعائے مغفرت فرمائے گا کون

میں اس طرح اسے سلام بھیجتا ہوں
ہر روز ایس ایم ایس اک گمنام بھیجتا ہوں
میرا دل جگر و جان ہے وہ دوست
جسے محبتوں بھرے پیغام بھیجتا ہوں
اپنے اشعار کا اِک گلدستہ بنا کر
میں صرف اسی کے نام بھیجتا ہوں
جس نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
اسے اپنی چاہت کے پیغام بھیجتا ہوں
میرے دامن میں ان کے سوا کچھ نہیں
سلامتی کی دُعائیں صبح و شام بھیجتا ہوں

میں اپنی محبت کی یوں تکمیل کرتا ہوں
اپنا ہر شعر اس سے تشکیل کرتا ہوں
اس کا پیار میری زندگی کا حاصل ہے
اپنا یہ مؤقف کبھی نہ تبدیل کرتا ہوں
جب اس کی ذات میرا عنوان ہوتی ہے
پھر میں شاعری حسین و جمیل کرتا ہوں
میری بات کا جب وہ یقین نہیں کرتے
میں ان سے نظر ثانی کی اپیل کرتا ہوں
آخر انہیں میری بات ماننی پڑتی ہے
میں پیش ایسی قوی دلیل کرتا ہوں
جو لوگ خود اپنی نظروں میں گر جائیں
میں نہ کبھی ان کو رسوا نہ ذلیل کرتا ہوں

کبھی دو تو کبھی چار کرتا ہوں
میں محبت بھری غزلیں تیار کرتا ہوں

دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں ہے
اس لئے سبھی سے پیار کرتا ہوں

پیار میں کئی بار دھوکے ملے ہیں
نہ جانے یہ خطا کیوں بار بار کرتا ہوں

کون جانے وہ کس حال میں ہو گا
جس کی خاطر آنکھیں اشکبار کرتا ہوں

میرے دل کی ندا اس تک ضرور پہنچے گی
جسے میں یاد بار بار کرتا ہوں

وہ ملے تو اسے فقط اتنا ہی کہنا
میں اسے پیار بے شمار کرتا ہوں

میں اس طرح محبت کا حق ادا کرتا ہوں
جب پیار کرتا ہوں تو انتہا کرتا ہوں
وہ غصّے میں اور بھی حسین لگتا ہے
میں جان بوجھ کر اسے خفا کرتا ہوں
وہ تو کب کا مجھے بھلا بھی چکا ہے
میں اس کی محبت دل سے نہ جدا کرتا ہوں
میں نیکی کر کے بھول جاتا ہوں
یہ سب بنام خدا کرتا ہوں
زندگی میں مصائب آتے رہتے ہیں
میں کبھی نہ اللہ سے گلہ کرتا ہوں
جب میری کوئی حسرت پوری نہیں ہوتی
پھر اپنے اللہ سے دُعا کرتا ہوں

شعر و سخن کا یہاں تک جنون پہنچا
آخر بزمِ سخن میں جا کر سکون پہنچا
ہم پہ جب بھی کوئی بُرا وقت آیا
پھر نہ کوئی دوست نہ اُن کا فون پہنچا
عدالت میں غریب کی شنوائی نہ ہوئی
اور امیر کے گھر نہ قانون پہنچا
ہمارے جسم میں ایک بوند نہ رہنے دی
جو حقدار تھے ان تک نہ خون پہنچا
عید سے قبل ہی اصغؔر کی عید ہو گئی
جب سے آپ کا عید کارڈ مسنون پہنچا

جعلی پیر بابے یوں اپنا کاروبار چلاتے ہیں
جو زیادہ جاہل ہوں انہیں اپنا مرید بناتے ہیں
جو کم علم گنوار انگلستان آئے ہوئے ہیں
یہ خاص کر کے انہیں اپنا نشانہ بناتے ہیں
تمہارے سوا سب لوگ پکے کافر ہیں
یہ بات ان لوگوں کے ذہن میں بٹھاتے ہیں
اور مکتبِ فکر کے لوگوں سے بات نہ کرنا
مرید حق نہ جان لیں اس بات سے گھبراتے ہیں
میری باتوں کا ان کے پاس جواب نہیں
پھر مریدوں کو میرے خلاف بھڑکاتے ہیں
آپ کی ساری باتیں درست ہیں میاں
اگر ایسا کریں تو چاچے تائے روٹھ جاتے ہیں

پیر صاحب کے جتنے بھی مرید ہیں
ان کے سبھی کام بڑے ہی جدید ہیں
وہ دین کا علم حاصل کر نہ سکے
اس لیے سچ ان سے بعید ہیں
کسی جعلی بابے کے مرید بن جائیں
تو یہ اسے سمجھتے جنت کی رسید ہیں
تعویز لینے کے لیے شوہر ساتھ آ نہیں سکتا
بیوی کی وہ اکیلے ہی کرتے دید ہیں
جب سے پیر بابے انگلستان آئے ہیں
ان کے ہاتھوں لاکھوں ہوئے شہید ہیں

جس پہ پیر بابا کی خاص نظرِ کرم ہو جائے
اس گھر کی حالت قابلِ رحم ہو جائے
کبھی بندش کبھی بھوتوں کا ڈیرہ ہو جائے
کئی بار ہفتے میں کالے جادو کا پھیرا ہو جائے
ایسے چکر بازوں سے ہم سب کو اللہ بچائے
ان کے چولے دیکھ کر کوئی دھوکہ نہ کھائے
ہمارے مشاہدے میں کچھ ایسے بابے بھی آئے ہیں
جن کی ٹانگیں ان کی ہر مریدنی باری باری دبائے
جو کچھ اصغؔر کی گناہ گار آنکھوں نے دیکھا ہے
یہ سب لکھتے ہوئے میرے قلم کو شرم آئے

برصغیر سے جو آئے ہیں پیر بابے

کھول لیے ہیں انہوں نے تعویز گنڈوں کے ڈھابے
معاشرے کو کوئی اچھی چیز دے نہ سکے
ان سے ہوئے گھروں میں بہت خرابے
اگر مرید ان کی سچائی جان جائیں
تو پھر ہر کوئی ان سے دور بھاگے
ان کے کارنامے دیکھ کر سوچتا ہوں
خدا کو یہ کیا حساب دیں گے آگے
جو کوئی ان بابوں کو منہ نہ لگائے
سمجھو اس کے گھر سے بھوت بھاگے

ہم اپنے سر میں محبت کا جنون رکھتے ہیں
آنکھوں پہ چشمہ ہاتھ میں فون رکھتے ہیں
ہماری جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں ہے
مگر دعویٰ ہے کہ جیب میں قانون رکھتے ہیں
ہمارے سکول کے ودیارتیوں کے لیے
ہم عشق کا ایک مضمون لکھتے ہیں
ہمیں تڑیاں نہ لگائیے صاحب
ہم بھی دل و جگر میں خون رکھتے ہیں
جانے کب کوئی سوہنی زندگی میں چلی آئے
ہر روز مسالہ مچھلی بھون کے رکھتے ہیں

ایک کافر حسینہ مجھے پیاری لگتی ہے

میں ڈرائیور وہ میری سواری لگتی ہے
گاڑی میں جب اُسے گھمانے لے جاتے ہیں
اس کے بعد کچھ زیادہ ہی بھاری لگتی ہے
جب دھونس جما کر وہ بات کرتی ہے
پھر وہ تھانیدارنی سرکاری لگتی ہیں
وہ میرے پیچھے ایسے پڑی ہے
جیسے مریض کو بیماری لگتی ہے
ہمیں بڑی بے صبری سے انتظار ہے
کہ کب اصغؔر کی اس سے یاری لگتی ہے

اس بات سے سارے دنگ ہیں پیارے
کہ میری شاعری میں کتنے رنگ ہیں پیارے
لوگوں کی نظروں میں بڑے فراخ دل ہیں
مگر حقیقت میں ہاتھ بڑے تنگ ہیں پیارے
ہم لوگ بڑے پرُامن ہوتے ہیں
آپ کیوں ہم سے کرتے جنگ ہیں پیارے
بوڑھے لوگوں سے ذرا عزت سے پیش آیا کرو
کیا ہوا جو آپ ابھی Young ہیں پیارے
گو اصغؔر کا نام تیرے دوستوں میں نہیں ہے
ہم پھر بھی تیرے در کے ملنگ ہیں پیارے

دکھا کر پھول وہ مجھے خار دیتا ہے
اب تو قسطوں پہ دیدار دیتا ہے
مجھ سے ملنے کا وعدہ تو نہیں کرتا کبھی
مگر فون پہ گپ شپ مار دیتا ہے
پہلے آسماں پہ چڑھاتا ہے چکنی باتوں سے
پھر خود ہی جلی کٹی سنا کر اُتار دیتا ہے
زندگی بھر اس نے کسی کا بھلا نہ کیا
سنا ہے نئے دوستوں کو سود پر اُدھار دیتا ہے
جب وہ میری گلی سے گزرتا ہے
اپنی اداؤں سے مجھے مار دیتا ہے

سنا تھا شاعر بڑے پان کھاتے ہیں
مگر کچھ تو صرف کان کھاتے ہیں
ان کی آواز سریلی کیوں نہ ہو
جانے کیا ریڈیو کے میزبان کھاتے ہیں
چھ دن لوگوں کا بھیجا کھاتے گزرتا ہے
اتوار کو ہم پائے اور نان کھاتے ہیں
دورِ حاضر کے مسلمانوں کا یہ حال ہے
پیسوں کے عوض قسم قرآن کھاتے ہیں
میرے دل میں رہتا ہے تو امن سے رہو
آپ کیوں میری جان کھاتے ہیں

جس دن شیداں جواں ہوئی تھی
ساری گلی بڑی پریشاں ہوئی تھی
آتے جاتے وہ مجھے چھیڑتی رہتی تھی
پھر شروع ہمارے پیار کی داستاں ہوئی تھی
لوگوں سے ہمارے پیار کے قصّے سن کر
کئی دن پریشان اس کی ماں ہوئی تھی
بس چراغاں ہی رہا سارے گاؤں میں
اس کے رشتے کی جب زباں ہوئی تھی
اتنے میں ہمسائے نے جگا دیا مجھے
اس سے شادی ابھی کہاں ہوئی تھی

پہلے دل کسی کی محبت میں فرزانہ ہوا
پھر اس کی محبت میں کچھ ایسا دیوانہ ہوا
پہلے پہل تو ہماری محبت نے شہرت پائی
اس کے بعد یہ ایک درد ناک افسانہ ہوا
جب دونوں جانب سے شکائتیں ہونے لگیں
چند دنوں میں ہی ختم یہ عاشقانہ ہوا
اس کے بعد اس کے بھائی سے دوستی ہو گئی
اسی بہانے پھر ان کے گھر آنا جانا ہوا
جب ان کے گھر میں یہ بات پھیل گئی
اس کے بعد ختم ہمارا عاشقانہ ہوا

بڑا ہی نیک کام نتھو کی سالی کرتی ہے
آج کل وہ جعلی پیروں کی دلالی کرتی ہے
سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر
پیر بابا سے مل کر ان کی جیب خالی کرتی ہے
غریب لوگوں کی زندگیاں ویران کر کے
پیروں کے گلشن میں یہ ہریالی کرتی ہے
کیا اس کا ضمیر بھی اسے ملامت نہیں کرتا
جو لوگوں کی دولت کی پامالی کرتی ہے
اس کی کسی بات میں اثر نہیں ہوتا
وہ باتیں بڑی بے مثالی کرتی ہے

شیداں کی چال کیسی قیامت ہے
اس عمر میں یہ اسی کی ہمت ہے
اب اس میں وہ پہلے جیسی بات کہاں
وہ ایسا پھول ہے جس میں نہ لطافت ہے
گھوڑی کی طرح وہ چلتی ہے زمیں پر
کچھ ایسی پیاری اس کی نزاکت ہے
اسے اور تو کسی بات کی کمی نہیں
اس کے دامن میں مدبرانہ شرافت ہے
میں اس میں کیوں دلچسپی نہیں لیتا
اسے صرف اتنی سی شکایت ہے

میں ناچیز عالم ہوں نہ فاضل ہوں
بقول شیداں کے میں تو پاگل ہوں
حمیداں کا عقیدہ درست نہ کر سکا
میں بھی ان دونوں کی طرح جاہل ہوں
جعلی پیروں سے مزید جنگ نہیں کر سکتا
ان کی مریدنیوں کے ہاتھوں گھائل ہوں
ان پیروں کے آگے یہ سر جھک نہیں سکتا
میں صرف اپنے اللہ کے درکا سائل ہوں
گمراہ لوگوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر
حوصلہ نہیں ہارتا اس بات کا قائل ہوں

رانیوں راجوں نہ وزیروں پر
لکھی ہے یہ نظم جعلی پیروں پر
ان کے تعویز کچھ ایسا اثر دکھاتے ہیں
اچھے بھلے کو یہ پاگل بناتے ہیں
پہلے بہو کو ساس کے خلاف بھڑکاتے ہیں
پھر یہ ساس کے ہمدرد بن جاتے ہیں
جس گھر میں ان کا آنا جانا ہو جاتا ہے
وہاں بھوتوں کا ٹھکانا ہو جاتا ہے
قسمت کا حال بھی بتاتے ہیں
محبوب کو محبوب سے ملاتے ہیں یہ
آج کل ان کا کاروبار ہے زوروں پر
خدا کی رحمت نہیں ہوتی چوروں پر

مجھے مل گئے بڑے پہنچے ہوئے پیر بابا
بولے تو کہتا ہے ہم دین میں کرتے ہیں خرابا
پان چباتے ہوئے بولے ہم تیرا قسمت چمکائے گا
اس پر میں نے کہا جو اپنے دانت نہ چمکا سکا وہ کیا دے گا
بولے تمہیں دنیاوی دولت چاہیے یا دولتِ ایمان
کہا ایمان کی دولت تو ہے دنیاوی کرو دان
بولے دولت شکل سے ملتی ہے اسے سمجھ نہ آسان
اگر مال چاہتا ہے پھر فروخت کر دے اپنا مکان
میں نے کہا بابا جی یہ سارا میرا ہی مال ہوا
مجھے اتنا بتایئے اس میں آپ کا کیا کمال ہوا

جس دن سے اس سے محبت ہو گئی ہے
ہمارا پیار بھی ایک حقیقت ہو گئی ہے
پہلے سانحہ سے سنبھل نہ پائے تھے
اب نازل ایک نئی مصیبت ہو گئی ہے
وہ کہا کرتی تھی تجھ پہ کالا جادو ہے
آج ظاہر اس کی اصلیت ہو گئی ہے
اس کے جادو کا مجھ پہ ہوا یہ اثر ہے
لگتا ہے مجھے اس سے پریت ہو گئی ہے
کبھی اصغؔر کے نام سے اسے نفرت تھی
آج وہ اسی کے من کی میت ہو گئی ہے

شیداں کو بلاتا ہوں جب مسکرا کر
حمیداں رونے لگتی ہے گڑ گڑا کر
میں تو ان گھڑیوں کو روتا ہوں
جو انہیں تحفے میں دی تھیں انہیں چرا کر
محبت میں رقابت اچھی نہیں
یہ آیا ہوں دونوں کو سمجھا کر
ان دونوں سے خود کو کیسے بچانا ہے
یہ بات سوچوں کا گھر جا کر
شیداں دل میں ہلچل مچاتی ہے
جب آتی ہے کندھے پہ پرس لٹکا کر

شیداں کی باتیں میٹھی ہیں مٹھائی کی طرح
وہ گوری چٹی ہے تازہ رس ملائی کی طرح
مجھ پر شیداں حمیداں حکم چلاتی رہتی ہیں
اب اپنی زندگی بھی لگتی ہے پرائی کی طرح
جس کو بھی اپنا نازک دل دیتا ہے اصغرؔ
وہی اس کا خون بہاتی ہے قصائی کی طرح
کہنے کو اس سے میری دلربائی ہے
مجھے اس کی قربت بھی لگتی ہے جدائی کی طرح
کل حمیداں کے نام اپنی ایک غزل کر دی
پھر اس کی خصم نے حجامت بنائی نائی کی طرح
میرے ہر کام پہ تنقید برائے تنقید ہوتی ہے
میں بھلائی کروں تو لگتی ہے برائی کی طرح

ہمیں پھولوں نے مارا نہ خاروں نے مارا
ہمیں تو ہمارے پیاروں نے مارا

ہم کب کسی سادہ لوح کے ہاتھ آئے
ہمیں کچھ ہوشیاروں نے مارا

دشمنوں میں کب اتنی ہمت تھی
جب بھی مارا ہمیں ہمارے یاروں نے مارا

روٹی کپڑا مکان اور فرزانہ خان
ہم کو تومل کر ان چاروں نے مارا

اوپر دوستی پیٹھ پیچھے دشمنی
اصغؔر کو کچھ ایسے غم خواروں نے مارا

شیداں کہتی ہے تو وفا شعار نہیں
اُسے میری کسی بات کا اعتبار نہیں
میرے خیال میں اسے نمونیا ہو گیا ہے
اسے کہہ دو یہ میرے پیار کا بخار نہیں
اس میں نہ جانے ایسی کیا بات ہے
میں اسے دیکھ نہ لوں تو آتا قرار نہیں
وہ حالات کے ہاتھوں مجبور ہے
میرے سوا کوئی اس کا یار نہیں
وہ کہتی ہے یہ محبت کی قینچی ہے
آج کل پیار میں چلتا اُدھار نہیں

میں کبھی نہ کسی کا اُدھار رکھتا ہوں
دشمنوں کی بڑی لمبی قطار رکھتا ہوں
میں بڑا اونچا اپنا معیار رکھتا ہوں
ڈگری پاس کتا چوکیدار رکھتا ہوں
شیداں دل سے کھیلتی رہتی ہے
جب اسے دل کی پہریدار رکھتا ہوں
سچا دوست بڑی مشکل سے ملتا ہے
لیکن میں دشمن بے شمار رکھتا ہوں
شاید شیداں میری عیادت کو آئے
اسی لیے خود کو بیمار رکھتا ہوں

بابا جی خود لیتے نہیں تعویزوں کا نذرانہ
حسبِ توفیق بیس پونڈ ڈبے میں ڈالتے جانا
جعلی پیروں کی یہی عادت ہے دوستو
اسے تم لوگ سمجھ نہ لینا کوئی فسانہ
یہ ایک بار جس گھر میں داخل ہو جائیں
مشکل ہو جاتا ہے ان کا وہاں سے جانا
علم والے کو دلیل سے سمجھایا جا سکتا ہے
مگر مشکل ہے بے علم مریدوں کو سمجھانا
بابا جی جب اپنی مریدنیوں میں گھرے ہوتے ہیں
پھر مریدوں سے کہتے ہیں بیٹا تم کل آنا

خوشی خوشی شیداں سے دل لگا لیا ہے
اس کے پیار میں چین و سکون گنوا لیا ہے
زندگی کی ساری خوشیاں کنارہ کر گئیں
مجبوری میں غموں کو دوست بنا لیا ہے
اس کا منگیتر اسے ڈولی میں بٹھا کر لے گیا
آنٹی بولی اصغؔر پُتر یہ بھی پیار پرایا ہے
ایک کلو بادام کھا کر بھی یاد نہیں آرہا
میں نے کیسے اس ناگن کو بھلایا تھا
جتنی دیر مجھ پہ شیداں کے پیار کا سایہ تھا
دُکھ درد مصائب کچھ نہ پرایا تھا

شیداں میری شاعری کی پہچان ہے
حمیداں میرے ہونٹوں کی مسکان ہے
ان دونوں پیاری ہستیوں کے دم سے
مجھ جیسے غریب شاعر کی شان ہے
وہ دونوں شاید یہ بات نہ تسلیم کریں
تمہارا اصغؔر پڑوسی تم پہ قربان ہے
ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا
کہ کون میری شاعری کا عنوان ہے
وہ دونوں مجھے جان سے پیاری کیوں نہ ہوں
ان کے دم سے میری شاعری کی آن ہے

کالے جادوں والی جو حسینہ ہے
جادو کر کے میرا دل چھینا ہے
سوچتا ہوں آگے چل کر کیا ہو گا
ابھی تو دوستی کا پہلا مہینہ ہے
اس کا بھائی ہمیں ایک ہونے نہیں دیتا
وہ اپنی بہن سے بھی کمینہ ہے
زندگی میں غم آئیں یا خوشی
شیداں کے ساتھ مرنا جینا ہے
شیداں کا پیار ملے یا نہ ملے
مگر ہم نے شراب نہیں پینا ہے

شیداں میرے لیے ایک ایسی کتاب ہے
جس میں میرے ہر سوال کا جواب ہے
دھوکہ عیاری مکاری ریاکاری
اس کا سب سے پہلا باب ہے
میں وہ مقدر کا مارا انسان ہوں
جس کے نام اس کا انتساب ہے
شیداں یہ بات کہاں جانتی ہے
اصغرؔ کے دم سے وہ کامیاب ہے
میری شاعری ریڈیو ٹی وی پہ سن کر
پھر شیداں مچلتی جناب ہے

شیداں کی جو خالہ ہے
وہ جپتی میرے نام کی مالا ہے
اس کی باجی کے دل کا
پہلی بار کھولا تالا ہے
اس کی جو پھوپھی ہے
اُسے مشکل سے ٹالا ہے
شیداں کے پیار نے
ہمیں جیتے جی مار ڈالا ہے
آنکھ بہتی رہتی ہے
لگتا ہے کوئی پرنالہ ہے

شیداں جب مجھے سلام کرتی ہے
ایک میرا یہی شعر میرے نام کرتی ہے
اس سے کوئی جھگڑا کر کے تو دیکھے
دس بارہ گالیوں میں قصّہ تمام کرتی ہے
سارا دن میرے خیالوں میں گھومتی رہتی ہے
جب تھک جاتی ہے پھر آرام کرتی ہے
فون پہ لوگوں کا سر کھاتی رہتی ہے
اس طرح سے وہ صبح و شام کرتی ہے
وہ جب بھی میرے خوابوں میں آتی ہے
پیش اپنی آنکھوں کا جام کرتی ہے

ہم چھوٹا سا بسائیں گے جہان اپنا
شیداں کے دل میں بنائیں گے مکان اپنا
کچھ دن مہمان کی طرح رہیں گے ہم دونوں
پھر وہیں لے جائیں گے سامان اپنا
چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہم اہمیت نہیں دیتے
شیداں کے پیار میں ہو گیا نقصان اپنا
جس دن سے اسے خیر باد کہا ہم نے
اُس دن سے دل رہتا ہے پریشان اپنا
ہم نے جب ان سے پھول مانگے تھے
ساتھ میں اس نے بھیج دیا گُل دان اپنا

دورِ حاضر کے عشق کا اتنا ہی فسانہ ہے
معشوق کی ڈانٹوں کے سوا کچھ اور نہ کھانا ہے
آج میرے یار پھجے کی شادی ہے
ابھی سے جا کر خیالی پلاؤ بھی بنانا ہے
پیار کے ساگر میں کشتی جو اُتاری ہے
محبت کے سمندر میں غوطہ لگانا ہے
میرے دل میں چہل پہل ہے مینوں کی
کیسے انہیں چھیڑوں ساتھ میں تھانہ ہے
میرے تخیل کے ابھی بال و پر نہیں نکلے
جس طرح بھی ہو اسے ہم نے اُڑانا ہے

پیار دتا ای تے جدائی نہ دیویں
صدیاں دی لمبی تنہائی نہ دیویں
میں تیری محبت دا مریض آں سجناں
محبت دے سوا کوئی ہور دوائی نہ دیویں
توں وی کتھے میری پہلی محبوبہ وانگوں
کسے جھوٹے کیس وچ پھسا نہ دیویں
میں شریف آدمی آں ایس دنیا دا
میرے لئے کوئی شوشہ پا نہ دیویں
ہمیشہ سچ بولیں تے سچ تولیں
کتھے کوئی جھوٹی گواہی نہ دیویں

جدوں دے پیار دے غلام ہو گئے آں
پہلاں خاص ساں ہون عام ہو گئے آں
بڑے شوق نال اسی پیار کیتا سی
بڑی مایوسی نال ناکام ہو گئے آں
کسے دی عزت غیرت دی خاطر
اسی جان بجھ کے بدنام ہو گئے آں
سجناں ہن آ کے سانوں خرید لیہ
ویکھ تیری خاطر اسی نیلام ہو گئے آں
پہلے میں سورج وانگر چمکدا سی
تیرے نال پیار کر کے غماں دی شام ہو گئے آں

جس دا پیار میری زندگی دا کل اثاثہ اے
لگدا اونہوں وی ساڈے نال پیار ذرا ماسا اے
اَسی تے محبت دی خاطر جیوندے مردے آں
کجھ لوکاں لئی اے سب کھیل تماشا اے
اَج وی ساڈے نال ملن دا وعدہ کر کے
اوہ جھوٹا سجن فیر دے گیا جھانسا اے
ساڈے توں اپنے پرائے رُس گئے
دنیا دیاں نظراں چ زندگی بنی ہاسا اے
ہن اِک میں تے اِک میرا اکلاپہ اے
اَسی روندے آں پر دیندا نہیں کوئی دلاسہ اے

جیہڑا سب تو سندر اے
اوہ سوہنا ای میرا دلبر اے
لگدا اے اَسی کل ملے آں
پر اُودھے نال گزری اِک عمر اے
رب کولوں ہور کجھ نہیں منگدا
جو ملیا اوس دا شکر اے
کی پچھدے او سجناں حال میرا
کی دساں پہلاں تو بہتر اے
کتنا خوش نصیب اصغؔر اے
جس دا یار وفا دا پیکر اے

سجناں نوں ملن لئی دل بے قرار رہندا
میرے نال وی اے کردا تکرار رہندا
کہندا مینوں اوتھے لے چل
جس شہر وچ میرا یار رہندا
وس وچ ہوندا تے اونہوں ملدے
مقدر اَگے بندہ بے اختیار ہندا اے
انجو تے رو رو مکی گئے سجناں
ہن میرے دل وچ انتظار رہندا اے
کی ہویا جےئ او سانوں مل نئیں سکدا
اصغرؔ دیاں اکھاں چ فیر وی اودھا پیار رہندا اے

کسے دی زندگی چ جد کوئی آ جاندا اے
فیر اکھاں دے رائیں دل چ سما جاندا اے
سنسان زندگی نوں پلائی بہار بنا دیندا اے
بندے دی زندگی تے اوہ چھا جاندا اے
جہیڑا نال ہووے تے زندگی جنت
جے وچھڑ جاوے فیر جیون نوں جہنم بنا جاندا اے
جس باجوں پل دی صدی لگدا اے
جہیڑا راتاں دیاں نیندراں اُڈا جاندا اے
جے اصغؔر دی زندگی چ وی کوئی آ جاندا
رب دی قسم فیر زندگی دا مزا آجاندا اے

کسے نال پیار دا پیمان کر کے ویکھ لیہ
دل دیاں حسرتاں نوں جوان کر کے ویکھ لیہ
جے تو عشق دی حقیقت جاننا چاہندا اے
کسے نوں دل دا مہمان کر کے ویکھ لیہ
ایسی نفرت دی دنیا وچ پیار ملے گا
اپنا آپ کسے تے قربان کر کے ویکھ لیہ
تیریاں ساریاں مشکلاں آسان ہو ویسن
اپنے اللہ دے نال کجھ دان کر کے ویکھ لیہ
جے چاہنا ایں اے زمانہ تینوں یاد رکھے
فیر کسے نال محبت دا پیمان کر کے ویکھ لیہ

جئے پیار دا ای تے فیر جدائی نہ دیویں
صدیاں دی لمبی جدائی نہ دیویں
میں تیری محبت دا مریض آں
پیار باجوں کوئی ہور دوائی نا دیویں
تو وی فرزانہ چکسواری وانگر
کسے جھوٹے کیس وچ پھنسا نہ دیویں
ہمیشہ سچ بولیں تے سچ بولیں
کدے کوئی جھوٹی گوائی نہ دیویں
میں کلادہ نہیں سکاں گا
مینوں کتھے تنہائی نہ دیویں

اِک تے دل اصغؔر دا توڑی بیٹھے او
دوجا یاری وی چھوڑی بیٹھے او
ساڈے کولوں جنا دور نسناں نس لوؤ
ہن ذرا آرام کرو بہتا دوڑی بیٹھے او
اونہاں پھلاں ہن کی کھڑنا سجناں
جنہاں دیاں کلیاں تسی مروڑی بیٹھے او
اَگے تے تہاڈیاں گلاں نئیں سی مکدیاں
دسو اَج کیوں دیر تھوڑی بیٹھے او
حالیں تے عشق دی پہلی پوڑی اے
اینی چھیتی حوصلہ کیوں چھوڑی بیٹھے او
اک دن تہانوں ایدا حساب دینا پووے گا
اصغؔر جیئے فقیر بندے دا دل توڑی بیٹھے او

اَسی جدوں دے پیار دے غلام ہو گئے آں
پہلاں خاص ساں ہون عام ہو گئے آں
اَسی بڑے شوق نال پیار کیتا سی
بڑی مایوسی نال ناکام ہو گئے آں
کسے دی عزت غیرت دی خاطر
اَسی جان بجھ کے بدنام ہو گئے آں
سجناں ہن تے آ کے خرید لیہ سانوں
اَسی تیری خاطر نیلام ہو گئے آں

جس دا پیار میری زندگی دا کل اثاثہ اے
لگدا اے اوس نوں وی ساڈے نال پیار ذرا ماسا اے
اَسی تے پیار دی خاطر جیوندے مردے آں
لوکاں لئی اے سب کھیل تماشا اے
اَج وی ساڈے نال ملن دا وعدہ کر کے
اوہ جھوٹا سجن فیر دے گیا سانوں جھانسا اے
ساڈے توں سارے اپنے پرائے رُس گئے
دُنیا دیاں نظراں وِچ زندگی بنی ہاسا اے
ہن اِک میں تے میرا اکلاپا اے
ہن کوئی دیندا ناں سانوں دلاسا اے

دل دے اندر جس سجن دا ڈیرہ اے
ایسی دنیا وچ اِک اوہ ہی دلبر میرا اے
اِک واری مینوں ، زمانہ ویکھ لیہ
ایسی دنیا وِچ جو میرا اے اوہ تیرا اے
تیرے چار چوفیرے خشیاں ای خشیاں
ساڈے لیکھاں وچ انھیرا ای انھیرا اے
جدوں دا اوس دا پیار مینوں ملیا
ہن تے خشیاں نال بھریا میرا ویڑہ اے
کون میرے دل دا کنڈہ کھڑکا رہیا اے
چل اصغؔر ویکھدے آں ایہہ کہیڑا اے

اودھے ول میرا دھیان رہندا اے
اسے لئی دل میرا پریشان رہندا اے
کی پچھدے اصغؔر دا حال یارو
اوہ میرے خیالاں وِچ ہر آن رہندا اے
اِک واری جس نوں وی پیار ہو جاوے
اوہ بندہ کدے نہ پریشان رہندا اے
اوہ میری محبت دا دم بھردا اے
میرے اندر اِک ایسا انسان رہندا اے
اودھے سنگ ساڈا مرنا جینا اے
جہیڑا بن کے میری جان رہندا اے
جے زندگی چ کدے تینوں لوڑ پووے
کسے ہوٹل توں پچھ لویں کتھے اصغرخان رہندا اے

اے میک اَپ کر کے کتھے سرکار چلے اوہ
کوئی ہورمر یانا مرے اصغؔر غریب نوں مار چلے اوہ
مینوں پتہ نئیں اینہاں کدوں کرنٹ پھڑنا اے
ساڈھے دل نال لا کہ جہیڑے تار چلے اوہ
کجلے نال اکھاں نوں تیز دھار بنا کے
اللہ خیر کرے لگدا اے بن کے تلوار چلے اوہ
اِک دن تہانوں ایدھا حساب دینا پووے گا
ساڈھے پیار نوں کیوں ٹھوکر مار چلے اوہ
ساڈا حافظہ تے اَگے ای کمزور سی
بھولن والے غریباں نو کیوں وسار چلے اوہ
تسی سچ مچ اصغؔر نوں پیار کردے اوہ
یا میرا دل رکھن لئی گپ مار چلے اوہ

یارا ویکھ کے تیرا حسن و جمال
ہن ساڈا جینا ہو گیا اے محال
تیرا پیار بن گیا اے میرے لئے جنجال
ہن ٹھیک نئیں رہندا میرا حال
تینوں ملن نوں میرا جی تے کردا
پر میری جیب وِچ نئیں اے مال
توں ای چندہ کر کے ملن نوں آ جا
رب دا واسطہ ای کریں نہ سوال
پہلاں وی تسی جھوٹے لارے لائی رکھے
ہن وی سانوں گلاں نال دیوؤنا ٹال

اِک تے دل ساڈا توڑی بیٹھے اوہ
ودجا یاری وی چھوڑی بیٹھے اوہ
پہلاں تے تہاڈیاں گلاں نئیں سی مکدیاں
پر اَج کیوں دیر تھوڑی بیٹھے اوہ
ہن تے ذرا آرام کر لوؤ سجنو مترو
اَگے ای تسی بہتا دوڑی بیٹھے اوہ
حالی تے پیار دی پہلی پوڑی اے
اِتنھی چھیتی کیوں حوصلہ چھوڑی بیٹھے اوہ
اینا پھلاں ہن کی کھڑنا اے سجنو
جنہاں دیاں کلیاں تسی ہتھی مروڑی بیٹھے اوہ
ساڈے کولوں پیسے کی مُک گئے نے
ہن تسی وی اصغرؔ توں منہ موڑی بیٹھے اوہ

میری ڈائری وِچ پیار بھرے اشعار بڑے نیں
غزلاں تے نظماں دے شاہکار بڑے نیں
پتہ نئیں لگدا کون سچے کون جھوٹے نیں
ایس دنیا چ کجھ لوکی فنکار بڑے نے
محنتی بندہ کدے بھوکا مر نئیں سکدا
ایسے لوکاں لئی کاروبار بڑے نیں
اوہ لوکی پیسہ پیسہ کردے رہندے
جہناں کول دولت دے انبار بڑے نیں
میں اَج کل لوکاں نوں پڑھ دا رہنداں
اُنج پڑھنے نوں اخبار بڑے نیں
ایتھے اِک نوں ای کلا نیں اصغؔر
ایس دنیا توں ہور وی بیزار بڑے نیں

مینوں تیرے نال کینا پیارا اے چن تاریاں تو پچھ لیہ
میرے پنڈ دیاں گلیاں چوباریاں تو پچھ لیہ
جے تینوں میرے تے یقین نہیں آوندا
فیر جا شہر دے لوکاں ساریاں تو پچھ لیہ
ساری رات میں تینوں یاد کردا رہنداں
میرے گھر دے بوہے باریاں تو پچھ لیہ
راتیں جتھے لبیہ کے تینوں واجاں ماردا رہناں
جا اوس سمندر دے کناریاں تو پچھ لیے
جے توں جیون دا ول سکھنا چاہنا ایں
آ ساڈے جئے درد دے ماردیاں تو پچھ لیہ
جے تینوں اصغؔر دی کسے گل دا اعتبار نئیں
فیر جا برمنگھم دے لوکاں ساریاں تو پچھ لیہ

اوہ تے مینوں سوہنا لگدا اے
کی دساں کناں من موہنا لگدا اے
کنے وریاں تو اوہ میرے دل وِچ رہندا اے
اودھے دم زندگی وِچ بہار اے
اودھے باجوں ہر پل ڈرؤنا لگدا اے
کسے دل نوں توڑنا معمولی گل اے
دلاں نوں جوڑن لئی اِک زمانہ لگدا اے
اصغؔر جیۓ غریب نوں اوہ پیار کردا اے
مینوں تے اوہ کوئی دیوانہ لگدا اے

آج کل دے مسلماناں دی ویکھ کے مسلمانی
میرے دل وِچ رہندی اے بڑی پریشانی
اسی جس نوں وی اپنا دل دتا اوہ ای نئیں لبھدا
لگدا اے اوہ میرے نال کر گیا اے بے ایمانی
ہن بیٹا وی باپ نوں اَکھاں وکھاندا اے
ایہہ گل اے قیامت دی سچی نشانی
دنیا وچ توں ایسا یار بناویں بندیاں
کوئی کمینہ نہ ہووے بندہ ہووے خاندانی
ہیتھے کنوں کنوں بندہ مت دیوے
جتھے خراب ہوئے سارے دی ساری تانی

میرے اندر اوہ محبت دا دیوا بال گیا اے
جہیڑا لیہ کے خوشیاں نال گیا اے
ساری زندگی ساتھ نبھان دی خاطر
میرے نال اوہ جھوٹی چال گیا اے
اوہ ملیاتے اودھے کولوں پچھاں گا
کیوں کر کے مینوں اوہ خستہ حال گیا اے
اِک واری اودھے نال نظر کی ملی
اوس دن تو اوہ کر کے مینوں گھائل گیا اے
میں ہن خوشی نال کی جیواں گا
جہیڑا میری زندگی نو بنا جنجال گیا اے

تھوڑا کھاؤ سانوں ہر ویلے سمجھائی جاندے
پیر بابا رنگ رنگ دے کھانے کھائی جاندے
اپنے ہر مرید نوں اے کہندے دنیا فانی جے
تے آپے ہر شہر وچ زمیناں الاٹ کرائی جاندے
لوکاں نوں آکھن اللہ دے سوا سجدہ جائز نہیں
آپے لوکاں نوں اپنے اَگے جھکائی جاندے
کہن توں تے دُکھی لوکاں نوں تعویز مفت دیندے
اودھروں پیسے ڈبے وچ پوائی جاندے
اینہاں سامنے کوئی قرآن و حدیث دی گل کرے
اے اودھے تے کفر دے فتوے لائی جاندے
اپنیاں غنڈیاں نو شریف لوکاں دے پچھے لا کے
اے اپنا کاروبار چمکائی جاندے

کتھے لڑ گئے دکھیاں نوں گلے لان والے
ایتھے رہ گئے نفرت دی اَگ بھڑکان والے
ذرا اپنے گریبان وِچ نظر مار کے تے ویکھ
ساری دنیا دے لوکاں نوں سمجھان والے
وقت گزر جاندا تے گلاں بُھل جاندیاں
کدے بھر نہیں سکدے پھٹ زبان والے
دھوکہ باز تے ایتھے کئی ہزاراں ملدے
ایس دنیا وچ مشکل ملدے نیں ایمان والے
تیرے جان توں بعد وی دنیا یاد کرے
تو کردہ رہ سارے کم نیک انسان والے

تیرے گال تے جہیڑا کالا تِل اے
اِک اوہ ای تے میرا قاتل اے
اصغؔر گریب تے وی نظر کرم کریا کرو
تہاڈا پیار ای میری زندگی دا حاصل اے
اِک واری تسی آزما کے تے ویکھو
اے بندہ تہاڈے پیار دے قابل اے
اسی تے اَج اے گل پلے بن لئی اے
تہانوں اپنا بنانا ای میری منزل اے
اوسے طرحاں دلاں نال کھیڈ دے اوہ
یا اَج کل تہاڈا کوئی ہور شغل اے

میںنوں اوہ صورت بڑی پیاری لگدی اے
میرے دل وچ جہیڑی سوہنی وسدی اے
اونہوں مل کے دل باغ و باغ ہو جاندا
اونہوں نہ ویکھاں تے بے قراری رہندی اے
میری محبت دی کشتی وچ آبیہ جا سجناں
ایتھے صرف خاص سواری بہندی اے
کوئی دل دا سودا کرن نوں تیار نئیں
لوکاں نوں بے اعتباری رہندی اے
رب پیاری صورت اونہوں کی دتی
اونہوں ایسی گل دی خماری رہندی اے

ربا تیری دنیا وچ کوئی دلبر نہ دلدار ملیا
ایتھے ہر کوئی کردا محبت دا بیوپار ملیا
مینوں قدم قدم تے مطلبی لوک ملے
مینوں کوئی نہ سچا غم خوار ملیا
نفرتاں ونڈدے رہے دنیا دار سارے
کسے بندے نوں نہ سچا پیار ملیا
ویکھن نوں جہیڑا بڑا پارسا لگدا سی
کولوں ویکھیا تے گندہ کردار ملیا
اصغؔر نوں بڑے کمینے دشمن ملے
کوئی اِک دشمن وی نہ جی دار ملیا

ساڈھے پیار دا گواہ اے ہر پھول ہر کلی
ساڈی یاری دے چرچے نیں گلی گلی
ساڈے دل تے مل گئے چٹے بٹاں وانگر
پر ساڈی قسمت نہ اِک دوجے نال ملی
بڑے تعویز کرائے بڑیاں منتاں منیاں
فیر جا کے کدے پیار دی کلی کھلی
مینوں جس ویلے اودھی یاد آوے
انج لگے جیویں دل تے آری چلی
مینوں کلا چھڈ کے لڑگیئاں سجناں
اصغؔر نمانے نال تو کیتی نئیں بھلی

اوہ اِک الہڑ مٹیار پنجابی اے
جس نوں ملن دی بے تابی اے
ہونٹ اوس دے منہ دے پیالے
اکھاں دی مستی شرابی اے
جہنوں سجدا سوٹ گلابی اے
اوس دی ٹور بڑی نوابی اے
وعدہ کر کے بھل جاندی اے
اودھے چ اے بڑی خرابی اے
اودھے گھر دے چکر بڑے لائے
پر حالی تکر ہوئی نہ کامیابی اے

ایس گھڑی دی اُڈیک وچ بڑی دیر ہوئی اے
اَج ساڈی زندگی دی نویں سویر ہوئی اے
تاریخ نے فیر اپنے آپ نوں دھرایا اے
اوس سجن نال ملاقات فیر ہوئی اے
جھیڑی محبت دا ناں سُن کے ڈر جاندی سی
اصغؔر دے پیار وچ اوہ بلی شیر ہوئی اے
اوس ظالم نوں ذرا وی ترس نہ آیا
ہر اُمید اودھے قدماں وچ ڈھیر ہوئی اے
میرے پیار چ اپنے آپ نوں بھلا کے
میری یار وی اَج دلیر ہوئی اے

اپنا دل نئیں سن دا انہوں سمجھاواں کس طرح
توں ای دس تینوں بھل جاواں کسی طرح

میرے دل وچ اِک توں ای وسدا ایں سجناں
میں ہور کسے نوں ایتھے وساواں کس طرح

دنیا دے جنجال ای میرا پچھا نئیں چھڈدے
توں ای دس میں تیرے دل آواں کسی طرح

جد میرا دل ای میری گل نئیں سن دا یارا
کوئی دسو میں انہوں مناواں کس طرح

جد میرا یار ای میری کوئی گل نئیں مندا
دسو میں پیواں تے کھاواں کس طرح